19

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
35واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

2 تا 8 ذوالحجہ 1447ھ / 19 تا 25 مئی 2026ء

اس شمارے میں

فلسفہ قربانی اور حقیقی کامیابی

اہلِ جنت کا اہلِ جہنم سے مکالمہ

قربانی: حضرت ابراہیمؑ کی عظیم سنت

معرکۂ حق کا اصل پیغام

اپنی خودی پہچان!

حج کا اولین سبق: اخلاص وللّٰہیت

عیدالاضحیٰ اور روحِ قربانی

قربانی کا حاصل کیا ہے؟

یہ کہ ہمارا معبودِ برحق ایک اللہ ہے۔ بندگی اُسی کا حق ہے۔ بقول الطاف حسین حالی ؎

وہی ذاتِ واحد عبادت کے لائق
زبان اور دل کی شہادت کے لائق

یعنی اُس کے ساتھ کسی کو کسی بھی اعتبار سے شریک نہ ٹھہرائیں۔ ہماری قربانی اور نذر و نیاز بھی صرف اُسی کے لیے ہو۔ ہم صرف اُسی کے سامنے اپنے سر جھکائیں۔ اُسی کے دیے گئے ضابطۂ حیات پر عمل کریں۔ اُسی کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔ ہم سب اہل ایمان کو چاہیے کہ جس وقت قربانی کے جانور پر چھری چلا رہے ہوں، ساتھ یہ بھی عزم کریں کہ اللہ کی خاطر اپنی نفسانی خواہشات کی بھی قربانی دیں گے، زمانے کے رواجات کو بھی اللہ کی شریعت کے مقابلے میں قربان کریں گے۔ دنیا کی رسوم بھی اگر اللہ کے حکم سے ٹکراتی ہیں تو انہیں بھی اُٹھا کر پھینک دیں گے۔ اللہ کی مرضی اور حکم ہی ہر حال میں مقدم ہوگا۔ اسی طرح اجتماعی سطح پر بھی عزم کیا جائے کہ ہم دنیاوی طاقتوں کی غلامی کو بھی اللہ کی وفاداری پر قربان کریں گے۔ امریکہ، ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کو خاطر میں نہیں لائیں گے اور ہر حال میں اللہ کے احکام اور اُس کی شریعت کی منشا کو ترجیح دیں گے۔ جب توحید کو مانا ہے، جب ایک اللہ کی بندگی کا اقرار کیا ہے تو پھر کسی اور کے در پر جھکنا مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ توحید تمام معبودانِ باطلہ کی نفی کا اعلان ہے۔ یہ غیر اللہ کی غلامی سے، خواہ یہ غلامی کسی انسان کی ہو، کسی ریاست یا ادارے کی، آزادی کا مژدہ جانفزا ہے۔

حافظ عاکف سعید ﷾
مشیر خصوصی امیر تنظیم اسلامی

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1183

آسمان وزمین کی تخلیق میں عظمتِ الٰہی کی نشانیاں

سُوْرَۃُ لُقْمٰن — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیت: 10، 11

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَہَا وَ اَلۡقٰی فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِکُمۡ وَ بَثَّ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّۃٍ ؕ وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ
مَآءً فَاَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍ کَرِیۡمٍ ﴿۱۰﴾ ہٰذَا خَلۡقُ اللّٰہِ فَاَرُوۡنِیۡ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوۡنَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۱﴾

آیت:۱۰ ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَہَا﴾ ”اُس نے آسمانوں کو تخلیق کیا بغیر ایسے ستونوں کے کہ جنہیں تم دیکھ سکو“
﴿وَ اَلۡقٰی فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِکُمۡ﴾ ”اور اُس نے زمین میں لنگر ڈال دیے تاکہ وہ تمہیں لے کر ایک طرف لڑھک نہ جائے“
یعنی زمین کا توازن (isostasy) برقرار رکھنے کے لیے اس میں پہاڑ گاڑ دیے۔
﴿وَ بَثَّ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّۃٍ ؕ﴾ ”اور اس میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیے۔“
﴿وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍ کَرِیۡمٍ ﴿۱۰﴾﴾ ”اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا‘ پھر اُگائے اس میں ہر طرح کے (نباتات کے) خوبصورت جوڑے۔“
آج کی سائنس ”نباتات کے جوڑوں“ کی بہتر طور پر تشریح کر سکتی ہے۔ بہرحال دوسرے جانداروں کی طرح پودوں اور نباتات میں بھی نر اور مادہ کا نظام کارفرما ہے اور ان کے ہاں باقاعدہ خاندانوں اور قبیلوں کی پہچان اور تقسیم بھی پائی جاتی ہے۔
آیت:۱۱ ﴿ہٰذَا خَلۡقُ اللّٰہِ فَاَرُوۡنِیۡ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ ؕ﴾ ”یہ تو ہے اللہ کی تخلیق‘ اب تم مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے کیا پیدا کیا ہے جو اُس کے سوا (تمہارے معبود) ہیں!“
قرآن میں مشرکین کے اس عقیدے کا بار بار ذکر ہوا ہے کہ وہ اللہ کو اس کائنات اور اس میں موجود ہر شے کا خالق مانتے تھے۔ چنانچہ یہاں ان سے یہ سوال ان کے اسی عقیدے کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔
﴿بَلِ الظّٰلِمُوۡنَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۱﴾﴾ ”بلکہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔“
دراصل اس دلیل کا اُن کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ عقیدے کے اعتبار سے اگرچہ وہ لوگ اپنے جھوٹے معبودوں کو کسی چیز کا خالق نہیں مانتے تھے‘ لیکن وہ گمراہی میں اتنے دور جا چکے تھے کہ ایسی باتوں کی طرف کبھی متوجہ ہی نہیں ہوتے تھے۔

درس حدیث

قربانی کی حقیقت

عَنْ زَیْدِ بْنِ أَرْقَمَ ؓ قَالَ: قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا هٰذِهِ الْأَضَاحِیُّ؟ قَالَ: ((سُنَّةُ أَبِیكُمْ إِبْرَاهِیمَ)) قَالُوا: فَمَا لَنَا فِیهَا یَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((بِكُلِّ شَعَرَةٍ حَسَنَةٌ)) قَالُوا: فَالصُّوفُ یَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((بِكُلِّ شَعَرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ)) (سنن ابن ماجہ)

حضرت زید بن ارقم ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسولؐ! ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے والد ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے“، لوگوں نے عرض کیا: تو ہم کو اس میں کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی“ لوگوں نے عرض کیا: اور بھیڑ میں، اللہ کے رسولؐ! آپ ﷺ نے فرمایا: ”بھیڑ میں (بھی) ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔“

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
2 تا 8 ذوالحجہ 1447ھ — جلد 35
19 تا 25 مئی 2026ء — شمارہ 19
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق
مجلس ادارت: ● فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فلسفۂ قربانی اور حقیقی کامیابی

ندائے خلافت کا یہ شمارہ جب آپ کے ہاتھوں میں ہوگا تو عید الاضحیٰ قریب ہی ہوگی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ اہلیانِ یثرب 'جاہلیتِ قدیمہ' سے منسوب 'خوشی' کے دو تہوار مناتے تھے۔ آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر انصارِ مدینہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ ہم باپ دادا کے دور سے اِن دو دنوں میں لہو و لعب میں مشغول رہتے ہیں۔ گویا آپ ﷺ کی مہاجرین رضی اللہ عنہم کی معیت میں ہجرتِ مدینہ اور اُس شہر مبارک کے مدینہ منورہ قرار دیے جانے سے قبل اہلِ یثرب کی یہ دو 'عیدیں' تھیں۔ المیہ ہے کہ دینِ متین کے کامل ہو جانے کے کم و بیش ساڑھے چودہ صدیوں بعد آج کے مسلمان 'جاہلیتِ جدیدہ' سے اس قدر مرعوب اور مغرب کی بدبودار تہذیب کے اتنے متوالے ہو چکے ہیں کہ 'عورتوں کا عالمی دن'، 'ماؤں، باپوں کے عالمی دن' (صرف ایک دن!)، 'آزادی کا عالمی دن' (دجالی کنٹرول کے بنا بریں آزادی کونسی؟)، 'جمہوریت کا عالمی دن' (جمہوریت کہاں)، 'انسانی حقوق کا عالمی دن' (جس کا زمینی حقائق سے کوئی واسطہ نہیں، غزہ کو ہی دیکھ لیں!) وغیرہ جیسی خرافات کو 'دین' کا درجہ دے کر مناتے ہیں اور مغرب کے تعفن زدہ معاشرتی و خاندانی نظام کو اپناتے ہیں۔ بہرکیف، یہ ہمارا اس وقت کا موضوع نہیں۔

جیسا کہ ہم عرض کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے انصار صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دونوں کے عوض ان سے بہتر دو دن عطا فرمائے ہیں، ایک عید الاضحیٰ کا دن اور دوسرا عید الفطر کا دن۔ عید الاضحیٰ بلاشبہ حج ہی کی توسیع کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لیے کہ حج کے تمام مناسک ایک متعین علاقے یعنی مکہ مکرمہ اور اس کے گرد و نواح میں ادا کیے جاتے ہیں۔ لیکن اس کے ایک رکن یعنی قربانی کو وسعت دے دی گئی تاکہ اس میں روئے ارضی پر بسنے والا ہر مسلمان شریک ہو جائے۔ اللہ کے نبی ﷺ سے جب پوچھا گیا کہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: ''تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔'' (سنن ابن ماجہ، مسند احمد) حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی ہر ہر آزمائش میں پورے اُترے، جس کی گواہی قرآن خود دیتا ہے۔ (البقرۃ: 124) یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لیے زمین پر لٹا دیا اور چھری گلے پر رکھ دی تو ان کا یہ عمل اتنا محیر العقول تھا کہ کائنات کے خالق، مالک اور رب نے فیصلہ فرما دیا کہ بس تم کامیاب ہو گئے۔ چنانچہ عید الاضحیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اُس قربانی کی یاد ہے جو ہر سال منائی جاتی ہے۔ قربانی کے مسائل اور فضائل کا اپنا اہم مقام ہے، لیکن غور کرنے کی اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت کو اُمتِ مسلمہ میں کیوں جاری و ساری فرمایا؟ سورۃ آلِ عمران میں فرمایا: ﴿لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۹۲﴾﴾ ''تم ہرگز بھلائی کو نہیں پا سکو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو اللہ اُسے جانتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے اس طرح ہم پر واضح کر دیا ہے کہ انسان کو اپنی عزیز ترین متاع بھی، جب اللہ کا حکم آ جائے، تو اُس کے راستے میں قربان کر دینی چاہیے۔ ہر سال عید الاضحیٰ ہمیں اس بات کی تربیت دیتی ہے کہ انسان کا مقصدِ پیدائش اللہ تعالیٰ کی بلا چون و چرا اطاعت اور بندگی ہے۔ اس کی فرمانبرداری میں جب بھی حالات کا تقاضا ہو تو اپنی ہر شے قربان کر دینے کے لیے تیار رہنا مطلوب ہے۔ پھر جب کہ حال یہ ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے، اللہ کا فضل اور اُسی کا عطا کردہ ہے اور قرآن مجید میں مزید فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ ؕ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَ یُقۡتَلُوۡنَ ۟﴾ (التوبہ: 111) ''بلاشبہ اللہ نے مومنوں سے اُن کی جانیں بھی خرید لیں اور اُن کا مال بھی، اور اس قیمت پر خرید لیں کہ ان کے لیے بہشت (کی جاودانی زندگی) ہو، وہ (کسی دنیوی مقصد کی راہ میں نہیں بلکہ) اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں، پس مارتے بھی ہیں اور مرتے بھی ہیں (یعنی شہید بھی ہوتے ہیں۔)''

جب ہم اپنی جانیں اور اموال اللہ کو فروخت کر چکے ہیں تو بیچے ہوئے مال کو ہی دوبارہ فروخت کر رہے ہیں۔ لہٰذا ہم تو اُسی کا دیا ہوا اُسی کے راستے میں قربان کرتے ہیں۔ اس میں ہمارا تو کوئی کمال نہ ہوا۔ لیکن وہ ارحم الراحمین اپنی رحمت کے صدقے سے اِسے ہماری طرف سے قربانی قرار دیتا ہے اور ہمیں آخرت میں اخلاصِ نیت کی شرط پر اجرِ عظیم سے بھی نوازے گا۔ ان شاء اللہ! لیکن آج قربانی کے حوالے سے ہمارے رویے کیا ہیں؟ ایک طبقہ وہ ہے جس کو قربانی کے ایام میں جانوروں کے حقوق اور گوشت کا ضیاع یاد آ جاتا ہے۔ سارا سال گوشت کی کڑاہیاں، قورمے اور برگر کھاتے وقت جانوروں کے حقوق یاد نہیں آتے، البتہ ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہوتے ہی اُن کے دلوں میں غریبوں کا درد اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اس قماش کے لوگ ایک طرف تو قربانی کا مذاق اُڑاتے بلکہ اس سے بڑھ کر تحقیر واستہزاء کرتے دکھائی دیتے ہیں اور دوسری طرف قربانی کے پیسوں سے ٹھنڈے پانی کے کولر لگانے، یتیم بچیوں کی شادی کرانے، کسی غریب کے لیے پنکھے کی خریداری کی ترغیب دیتے ہیں۔ حیرت ہے کہ یہ ترغیب دینے والے حضرات وخواتین سارا سال ان 'خیراتی' کاموں کو بھولے رہتے ہیں اور سال بھر اپنی پارٹیوں اور فنکشنز پر پانی کی طرح پیسہ بہاتے ہیں۔ اُس وقت اُنہیں غریب یاد ہوتا ہے نہ یتیم بچیاں، لیکن قربانی کے ایام میں اسلام اور شعائرِ اسلام سے اُن کی 'الرجی' کُھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ اپنے لیونگ سٹینڈرڈ پر سمجھوتہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے البتہ 'برق گرتی ہے تو بیچاری قربانی پر'۔ ہماری رائے ہے کہ رفاہی کام ضرور ہونے چاہئیں لیکن قربانی کو چھوڑ کر نہیں بلکہ آئی فون کے نئے ماڈلز، نئی وبڑی گاڑیوں، محلات کی تعمیر، برانڈڈ مصنوعات کی خرید اور شادی بیاہ پر بے بہا اخراجات کی 'قربانی' دے کر!

ایک دوسرا گروہ ایسا بھی ہے جس نے قربانی کی روح کو ہی پسِ پشت ڈال رکھا ہے۔ اُن کے نزدیک قربانی ایک رسم اور تاریخی روایت سے بڑھ کر کچھ نہیں اور رسم کو پورا کرنے کے لیے لاکھوں، کروڑوں کے جانور خرید کر اُن کی 'پریڈ' کراتے ہیں تاکہ خوب تشہیر ہو۔ پھر قربانی کے گوشت سے فریزر بھر لیے جاتے ہیں۔ قربانی کے جانور، گوشت اور دیگر اعضاء لینے کے لیے ترسنے والے غرباء ومساکین کو دھتکارا جاتا ہے۔ الا ماشاء اللہ! کیا یہی سنتِ ابراہیمی علیہ السلام اور سنتِ محمدی ﷺ ہے؟ کیا یہی اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت اور تقویٰ کا تقاضا ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ''اللہ تک قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ اس تک تو تمہارے دلوں کا تقویٰ پہنچتا ہے۔'' (الحج:37) گویا قربانی کو محض ایک رسم بنا کر رکھ دیا گیا ہے بقول اقبال۔

رہ گئی رسمِ اذاں، روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی

افسوس کا مقام ہے کہ اس مادہ پرستی کے دور میں ہر عبادت اور ہر سنت رسم بن کر رہ گئی ہے۔ قربانی کو بھی اُمت کے سوادِ اعظم نے ایسا ہی بنا دیا ہے۔ سمارٹ فون میں اپنے قربانی کے جانور کی مختلف 'پوزز' میں تصاویر/ ویڈیوز لے کر تمام رشتہ داروں اور دوستوں کو بھیجی جاتی ہیں۔ واٹس ایپ، انسٹاگرام، یوٹیوب، فیس بک اور سوشل و ڈیجیٹل میڈیا کے ہر پلیٹ فارم پر عام کی جاتی ہیں تاکہ ساری دنیا دیکھے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اخلاص اور حصولِ تقویٰ کی جگہ ریاکاری اور نام ونمود ہمارا مطمحِ نظر بن کر رہ گیا ہے۔ الا ماشاء اللہ!

حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر کبھی قربانی کے فلسفے کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش ہی نہیں کی۔ معاشرے میں امیر لوگ غریبوں کے حقوق غصب کر کے اُن پر ظلم وستم ڈھا رہے ہیں۔ غریب اپنے تئیں کوشش کرتا ہے کہ وہ بھی ہر جائز وناجائز طریقے سے راتوں رات امیر ہو جائے اور جو کچھ ظلم اُس پر ہوتا رہا ہے وہ اس سے بڑھ کر بدلہ لے۔

اجتماعی طور پر سیاسی لوگ (سویلین اور 'دوسرے' بھی) حکومت حاصل ہی اس لیے کرتے ہیں تاکہ سودی معیشت کو دوام دے کر اور کرپشن، اقرباء پروری اور قومی وسائل کی لوٹ کھسوٹ کے ذریعے اپنی عیش وعشرت کا سامان کریں۔ اُنہیں نہ تو عوام کی تعلیم وتربیت کی کوئی فکر ہے اور نہ ہی اُن کی صحت کی۔ اُن کی بلا سے چاہے ڈاکو لوٹ مار میں مصروف رہیں، یا قتل وغارت میں۔ عوام پر پٹرول بم گریں، غریبوں کو بجلی کے جھٹکے لگیں یا آئی ایم ایف کی دیگر شرائط پر عمل کر کے عام آدمی کو پیس کر رکھ دیا جائے، ان حکمرانوں (اشرافیہ) کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اس معاملے میں حکمرانوں اور اپوزیشن کی کوئی تخصیص نہیں۔ یہی حال ہمارے ریاستی اداروں کا ہے۔ خواہ عدلیہ ہو یا پولیس، فوج ہو یا بیوروکریسی۔ اس حمام میں سبھی تفاخر کے ساتھ ننگے ہیں۔

عالمی سطح پر دیکھیں تو اُمتِ مسلمہ کی عظیم اکثریت مادیت پرستی کے فتنہ کا شکار نظر آتی ہے۔ بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں مگن ہے۔ فقط معاشی ترقی کی بھیڑ چال ہے، چاہے سود، کرپشن اور مسلمانوں کا اجتماعی مفاد بیچ کر ہی کیوں نہ ہو۔ دجالیت کے فتنے نے اس کرۂ ارضی کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ الا ماشاء اللہ! غزہ، مغربی کنارے، لبنان، ایران، میانمار، مقبوضہ کشمیر، الغرض دنیا بھر میں مظلوم ومجبور مسلمان جانوں کی 'قربانی' پیش کر رہے ہیں اور گویا ایک نوعیت کے ''بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ'' سے گزر رہے ہیں، لیکن مسلم ممالک کی حکومتوں اور مقتدر حلقوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ایسے میں کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ حرام کی کمائی سے توبہ کر کے حلال کی کمائی سے قربانی کرنے کی کوشش کریں۔ پھر قربانی کے جانور پر چھری پھیرنے کے ساتھ ساتھ اپنی ناجائز خواہشات پر بھی چھری چلائی جائے۔ اپنے نفس پر بھی قابو پائیں۔ ذاتی طور پر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری اختیار کریں۔ اجتماعی سطح پر اللہ کے دین کو قائم ونافذ کرنے کی جدوجہد میں حصہ لیں اور اس راستے میں اپنی ہر من پسند شے کو قربان کرنے کے لیے تیار رہیں۔ آج لبرل، سیکولر میڈیا کی گز گز بھر لمبی زبانیں بے خدائی اور بے حیائی کے تیر چلا رہی ہیں۔ 'روشنیوں کے شہر' کراچی میں تاریک ترین مغربی تہذیب، تمدن اور شکستہ خاندانی نظام سے مرعوبیت اور دل میں اُس کی طلب وتڑپ اس قدر دکھائی دی کہ 'عورت مارچ' کے نام پر دینِ اسلام کے عظیم شعائر پر کُھلے عام تنقید کی جاتی رہی بلکہ مذاق اُڑایا گیا۔ ہمیں کم از کم زبان سے برائی کے خلاف جہاد کرنا ہوگا۔ ان کی باتوں کا حکمت سے جواب دینا ہوگا۔ عالمِ اسلام سے ہماری پُرزور اپیل ہے کہ استطاعت کی صورت میں قربانی ضرور کریں، اس لیے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم سنت ہے۔ لیکن یہ نہ بھولیں کہ اس قربانی کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ عالمِ اسلام کی صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائے۔ ہماری قربانیاں قبول فرمائے اور ہماری عبادات میں تقویٰ پیدا کر دے۔ آمین یا رب العالمین! یہی حقیقی کامیابی ہے۔

❁❁❁

اہلِ جنت کا اہلِ جہنم سے مکالمہ

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 8 مئی 2026ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ المدثر کی آخری آیات میں اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کا مکالمہ نقل کیا ہے۔ اس میں ہم سب کے لیے ایک یاددہانی ہے جسے آج پیش کرنا مقصود ہے۔ قرآن حکیم اللہ کا کلام ہے اور رہتی دنیا تک کے لیے ہدایت ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ بات کو سمجھانے کے لیے مختلف پیرایوں میں بیان کرتا ہے۔ کبھی سابق قوموں کے واقعات کا تذکرہ کرتا ہے، کبھی مثالوں اور تمثیلات کے ذریعے سمجھاتا ہے، کبھی انبیاءؑ، حکماء اور شہداء کے احوال اور اقوال نقل کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مستقبل کے حالات و واقعات بھی بیان فرماتا ہے۔ اہل جنت کی خوشیوں اور اہلِ جہنم کی حسرتوں کا بھی ذکر کرتا ہے۔ یہ سارا اہتمام اللہ تعالیٰ انسانوں کے لیے کرتا ہے تاکہ وہ قرآن سے ہدایت حاصل کریں۔ اللہ خود فرماتا ہے: ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ﴾ (بنی اسرائیل:9) ”یقیناً یہ قرآن راہنمائی کرتا ہے اُس راہ کی طرف جو سب سے سیدھی ہے۔“

﴿لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ﴾ (ابراہیم:1) ”تاکہ آپ نکالیں لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف‘ اُن کے رب کے اذن سے۔“

زیرِ مطالعہ آیات میں اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کے درمیان ہونے والا جو مکالمہ نقل ہوا ہے اس میں بھی ہمارے لیے بہت بڑی رہنمائی اور سبق ہے تاکہ ہم اپنے انجام کی فکر کریں، جہنم کے دردناک اور حسرتناک عذاب سے بچنے کی تیاری کریں اور اپنی زندگیوں کو قرآن و سنت کے مطابق گزار کر جنت کی حقیقی خوشیوں اور راحتوں کا مستحق بننے کی تیاری کریں۔ ہم اس دنیا میں رہتے ہوئے جنت اور جہنم کی وسعتوں کا تصور نہیں کر سکتے۔ سورۃ قٓ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جہنم سے پوچھے گا:

﴿هَلِ امْتَلَئْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (۳۰)﴾
”کیا تو بھر گئی؟ اور وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟“

یعنی مجرموں کو عذاب دینے کے لیے جہنم کی وسعتوں میں کوئی کمی نہیں ہے۔ اسی طرح جنت کی وسعتوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ آخری شخص جس کو جہنم سے نکال کر جنت میں ڈالا جائے گا، اُس کی جنت ہماری اس دنیا سے 10 گنا بڑی ہوگی۔ اوّلین اور مقربین، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین

مرتب: ابو ابراهیم

کی جنتوں کی وسعتوں کا کیا عالم ہوگا؟ آگے بڑھنے سے پہلے ایک بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے، ایسا بالکل ہو کر رہنا ہے۔ اللہ کا کلام سچا ہے۔ سورۃ النساء میں دو مرتبہ فرمایا:

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا (۸۷)﴾ ”اور اللہ سے بڑھ کر اپنی بات میں سچا کون ہوگا؟“

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (۱۲۲)﴾ ”اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنی بات میں سچا ہو سکتا ہے؟“

حدیث میں ہم پڑھتے ہیں: ((فان خير الحديث كتاب الله)) بہترین بات تو اللہ کی کتاب کی بات ہے۔ ہمارا علم محدود ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے روزِ آخرت کی منظر کشی کر کے ہمارے لیے جس ہدایت اور رہنمائی کا اہتمام کیا ہے، ہمیں اُس کو اپنے لیے حرزِ جاں بنانا چاہیے۔ زیرِ مطالعہ آیات میں نقل ہوا ہے کہ جنت والے مجرمین یعنی اہلِ جہنم سے پوچھیں گے:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ (۴۲)﴾ ”تم لوگوں کو کس چیز نے جہنم میں ڈالا؟“

بخاری شریف میں روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جہنم کی آگ اس دنیا کی آگ سے 69 گنا زیادہ شدید ہے۔ اگر دنیا کی آگ کا ایک سیکنڈ ہم برداشت نہیں کر سکتے تو جہنم کی آگ میں رہنا کس قدر دردناک ہوگا؟ اللہ ہم سب کو اُس عذابِ علیم سے محفوظ رکھے۔ آج ہم جہنم کے عذاب کو بڑا ہلکا لے رہے ہیں، اسی لیے ہمیں ان کاموں، گناہوں یا نافرمانیوں میں ملوث ہونے میں کوئی ہچکچاہٹ تک محسوس نہیں ہو رہی جو جہنم میں لے جانے والے ہیں۔ جہنم کا عذاب سہنے والے کہیں گے:

﴿قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (۴۳)﴾ ”وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔“

کافروں سے نماز کا مطالبہ نہیں ہے، کافروں سے پہلا مطالبہ ایمان لانے کا ہے۔ ایمان لانے کے بعد نماز کا مطالبہ ہے۔ یعنی وہ شخص جو اللہ کو ماننے کا دعوی دار ہے، اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کا دعویدار ہے، اللہ کی کتابوں پر ایمان کا دعویٰ رکھتا ہے، اُس سے دین کا پہلا مطالبہ یہ ہے کہ وہ نماز ادا کرے۔ ہر چند گھنٹوں بعد جب اذان ہوتی ہے تو ایمان کے اس دعوے کا امتحان ہوتا ہے۔ زیرِ مطالعہ آیت اعلان کر رہی ہے کہ اگر ایمان کا دعویٰ رکھنے والا اذان کے بعد نماز کے لیے کھڑا نہیں ہوتا تو خدشہ ہے کہ اُس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ آج ہم نماز کو بھی ہلکا لے رہے ہیں، ایمان کا دعویٰ ہم سب رکھتے ہیں لیکن نماز کے لیے ہم میں سے کتنے لوگ کھڑے ہوتے ہیں؟ فجر کی باجماعت نماز میں کتنے لوگ ہوتے ہیں؟ یہ ہمارے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ ہم اپنے ہی انجام سے کس قدر غافل ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ بندے کے اسلام اور

کفر کے درمیان نماز کا فرق ہے۔ یعنی اگر نماز ادا کر رہا ہے تو اسلام کی طرف گامزن ہے ورنہ کفر کی طرف جا رہا ہے۔ سلف صالحین کے نزدیک یہ معاملہ اس قدر اہم تھا کہ اُمت کے چار بڑے آئمہ میں سے تین کا فتویٰ ہے کہ بے نمازی کافر ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔ امام ابوحنیفہؒ قتل کے برعکس بے نمازی کو قید کر کے جیل میں رکھنے کے قائل تھے یہاں تک کہ وہ نماز کا پابند ہو جائے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تو یہاں تک فرماتے تھے کہ بے نمازی کا اتنا بھی حق نہیں ہے کہ اُس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ آج عجیب دور آگیا ہے، ساری نمازیں ضائع کر کے بھی ہم مطمئن ہیں کہ ہم مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے، لہٰذا بخشے جائیں گے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں منافقین بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، اُنہیں معلوم تھا کہ اگر ایسا نہیں کریں گے تو انہیں کافر سمجھا جائے گا۔ روز قیامت پہلا سوال جو مسلمان سے ہوگا وہ نماز کے بارے میں ہی ہوگا۔ طبرانی شریف کی روایت میں ہے کہ اگر مسلمان کی نماز ٹھیک ہے تو باقی معاملات بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ اگر نماز میں بگاڑ ہے تو باقی معاملات میں بھی بگاڑ ہوگا۔

یہاں ایک اور بات بھی ذہن نشین رہے کہ پانچ نمازیں فرض ہیں تو پنج وقتہ نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ دو، تین ادا کیں باقی چھوڑ دیں، فجر میں دل کیا تو اُٹھے نہیں تو ضائع کر دی۔ یہ طرزِ عمل ایمان کے منافی ہے۔ اس سے ثابت ہوگا کہ آپ اللہ کا حکم نہیں مان رہے بلکہ اپنے نفس کا حکم مان رہے ہیں۔ نماز کے وقت نماز سے بڑھ کر کوئی اور کام اہم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے وقت بھی جب فرض نماز کے لیے اذان ہو جائے تو طواف روک دیا جاتا ہے جبکہ باقی کسی وجہ سے طواف نہیں روکا جاتا۔ اندازہ کیجئے کہ اللہ کے گھر کے طواف سے اہم اور کونسا کام ہوگا؟

نماز صرف دو قسم کے لوگ نہیں پڑھتے: ایک مردہ اور دوسرا کافر۔ مسلمان اگر زندہ ہے تو اُس کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ نماز چھوڑ دے۔ فکری اور نظریاتی فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ یہ تصور بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق معاف کر دے گا، اس کا کوئی مسئلہ نہیں بس بندوں کے حقوق کی فکر کرنی چاہیے۔ حالانکہ بندوں کے حقوق کی ادائیگی بھی ضروری ہے لیکن اللہ کے حقوق ہر چیز پر مقدم ہیں۔ جیسا کہ زیر مطالعہ آیت میں اہل جہنم کا جواب نقل ہوا کہ ان کے جہنم میں جانے کی پہلی وجہ ترکِ نماز تھی۔ معلوم ہوا کہ صرف بندوں کے حقوق ادا کرنے سے حقوق اللہ سے رخصت نہیں مل جاتی۔ اللہ تعالیٰ حقوق العباد کے بارے میں بھی پوچھے گا کیونکہ اس کا حکم بھی اللہ نے ہی دیا ہے لیکن حقوق اللہ کے بارے میں بھی لازماً پوچھا جائے گا۔ لہٰذا ایسے باطل تصورات کہ بندوں کے حقوق ضروری ہیں، اللہ کے حقوق ضروری نہیں ہیں، محض شریعت سے بھاگنے کا بہانہ ہیں مگر اس کا انجام جہنم کی آگ ہے جیسا کہ زیر مطالعہ آیت میں بتا دیا گیا۔ نماز ادا کرنے کے بارے میں تو شریعت یہاں تک بھی کہتی ہے کہ اگر تم کسی بیماری یا معذوری کی وجہ سے کھڑے نہیں ہو سکتے تو بیٹھ کر نماز پڑھو، اگر بیٹھ نہیں سکتے تو لیٹ کر پڑھو اور اس قابل بھی نہیں ہو تو اپنے تصور (اشاروں سے) میں نماز پڑھو۔ ظالم صہیونیوں کی قید میں اس وقت فلسطین کے جو مسلمان ہیں، ان کے بارے میں فقہی سوال آیا کہ اگر اُن کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے ہوں تو وہ کیسے نماز ادا کریں۔ مسئلہ بتایا گیا کہ اگر وہ اس قدر جکڑے ہوئے ہیں کہ نہ رکوع کر سکتے ہیں، نہ سجدہ کر سکتے ہیں تو آنکھ کی پلکوں کے اشارے سے رکوع بھی کریں اور آنکھ بند کر کے تصور میں سجدہ بھی کریں۔ معلوم ہوا کہ مسلمان اگر باشعور ہے تو اُس کے لیے شریعت میں نماز سے رخصت کی کسی صورت موجود نہیں۔ دل میں نیت ہونی چاہیے۔ جو اللہ کا نہیں ہو سکتا وہ کسی کا بھی نہیں ہو سکتا۔ جو اللہ کے حقوق ادا نہیں کر سکتا وہ بندوں کے حقوق کیا ادا کرے گا۔ غزوہ بنو نظیر کا واقعہ ہے، منافقین نے یہود کے ساتھ خفیہ ساز باز کی اور ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرما دیا: اگر یہ لوگ اتنے ہی سچے ہوتے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کیوں نہ مانتے۔ بالآخر یہود کو شکست ہوئی اور منافقین نے بھی اُن کا ساتھ نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نمازوں کی پابندی کرنے والا بنا دے۔ آمین!

جہنم میں جانے کی دوسری وجہ جہنمی یہ بتائیں گے:
﴿وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝﴾ ''اور نہ ہم مسکین کو کھانا کھلاتے تھے۔''

مسکین کی فقہی تعریف یہ ہے کہ وہ بندہ جو کچھ کماتا بھی ہے لیکن اتنا نہیں کما سکتا کہ اس کی ضروریات زندگی پوری ہو سکیں۔ اس فقہی تعریف کے مطابق مساکین کو زکوٰۃ بھی دی جا سکتی ہے۔ آج ہماری آبادی کی بہت بڑی تعداد ایسے ہی حالات میں زندگی گزار رہی ہے۔ ایسے لوگوں کی مدد کرنا، انہیں دو وقت کی روٹی مہیا کرنا ریاست اور اہل ثروت کی ذمہ داری ہے۔ ایک شخص کو اللہ نے مال و دولت دے رکھا ہے، وہ فضول خرچیوں میں تو لگا ہوا ہے لیکن پاس ہی کوئی مسکین شخص بھوکا سوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے مسکین کی مدد نہ کرنے کے حوالے سے پوچھے گا اور یہ ایسا بڑا گناہ ہے جو انسان کو جہنم میں لے جائے گا۔

جہنم میں جانے کی پہلی وجہ اللہ کا حق یعنی نماز ادا نہ کرنا بیان ہوئی اور دوسری وجہ بندوں کے حقوق سے متعلق ہے یعنی مساکین کو کھانا نہ کھلانا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنے حقوق کا مطالبہ کرتا ہے اسی بندوں کے حقوق کا بھی مطالبہ کرتا ہے۔ قرآن میں اکثر مقامات پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ذکر ساتھ ساتھ آتا ہے۔ حدیث قدسی ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندے! میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھلایا نہیں، میں پیاسا تھا تو نے مجھے پلایا نہیں، میں بے لباس تھا تو نے مجھے لباس نہ دیا، میں بیمار تھا تو نے مجھے دوا نہ دی۔ بندہ کہے گا: اللہ! تو رب العالمین ہے، ہر حاجت سے پاک ہے، تجھے بھوک، پیاس، لباس اور بیماری سے کیا واسطہ؟ اللہ فرمائے گا: میرا فلاں بندہ بھوکا تھا اگر تو نے اسے کھلایا ہوتا، فلاں بندہ پیاسا تھا اگر تو نے اُسے پلایا ہوتا، فلاں بے لباس تھا اگر تو نے اُسے لباس پہنایا ہوتا، فلاں بیمار تھا اگر تو نے اُس کی تیمارداری کی ہوتی تو آج مجھے تو پالیتا۔

آج ہم مغرب کی نقالی میں انسانی حقوق اور خدمت خلق کے تصورات بھی مغرب سے لیتے ہیں۔ اسلام کے سنہری اصولوں اور تعلیمات کو نظرانداز کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ نتائج سامنے نہیں آرہے جو اسلامی نظام کے دور میں ہوا کرتے تھے کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ملتا تھا۔ آج خدمت خلق کے بڑے دعوے ہیں لیکن اکثریت مسلم ممالک میں عوام اپنے بنیادی حقوق سے بھی محروم ہیں۔ وجہ صرف یہی ہے کہ ہم نے اسلام کی تعلیمات کو بھلا دیا ہے۔ جیسا کہ زیر مطالعہ آیت میں ہم نے پڑھا کہ اگر وسائل ہوتے ہوئے بھی مساکین کو کھانا نہیں کھلا سکتے تو یہ عمل بھی جہنم میں لے جا سکتا ہے۔

صرف سال میں ایک بار زکوٰۃ ادا کرنے سے مساکین کے حقوق ادا نہیں ہو جائیں گے بلکہ اس کے علاوہ بھی مساکین کا حق ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((ان فی المال حق سوی الزکوٰۃ)) بے شک مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حصہ مقرر ہے۔ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، اللہ کا شکر ادا کرنے کے مترادف ہے۔ آج ہماری آبادی کی بہت بڑی تعداد خطِ غربت سے نیچے زندگی بسر کر رہی ہے، ان حالات میں جن کو اللہ نے مال و دولت عطا کیا ہوا ہے، وہ اللہ کا شکر ادا

کریں اور مساکین کی مدد کریں۔ قارون کو بھی اللہ نے کہا تھا: ﴿وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ﴾ (القصص:77) ''اور لوگوں کے ساتھ احسان کرو جیسے اللہ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے''

اللہ کا شکر ادا کرنا یہ بھی ہے کہ اللہ نے جو نعمت عطا کی ہے، وہ نعمت دوسروں تک بھی پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! آگے فرمایا:

﴿وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿٤٥﴾﴾ ''اور ہم کٹ حجتیاں کرنے والوں کے ساتھ مل کر کٹ حجتیاں کیا کرتے تھے۔''

جہنم والوں نے جہنم میں جانے کی تیسری وجہ یہ بتائی کہ وہ اللہ کے دین کی مخالفت میں بحث کیا کرتے تھے، اللہ کے دین کا مذاق اُڑایا کرتے تھے، اللہ اور اس کے رسولؐ اور اللہ کے دین کو ماننے والوں کے خلاف باتیں کیا کرتے تھے۔ مومن کے پاس تو فضول بحثوں کا وقت ہی نہیں ہوتا، اُس کے علم میں ہوتا ہے کہ جو زندگی وہ گزار رہا ہے اُس کے متعلق روزِ محشر اُس نے جواب دینا ہے لہٰذا وہ اللہ کی فرمانبرداری کے کاموں میں وقت لگاتا ہے۔ فضول کاموں میں وقت ضائع نہیں کرتا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ مومنین کی اسی صفت کا ذکر کرتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿٣﴾﴾ (المومنون) ''اور جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔''

ایسے کام جن میں دنیا کا کوئی جائز فائدہ نہ ہو اور نہ ہی آخرت کا کوئی فائدہ ہو، اُن کاموں سے دور رہنا ہی مومن کا شیوا ہے۔ آج ہم دیکھ لیں کہ ہمارا کتنا وقت سوشل میڈیا پر گزرتا ہے اور وہاں کس طرح کی غیر شرعی اور ایمان و اخلاقیات کے منافی چیزیں ہوتی ہیں۔ روزِ محشر اس وقت کا بھی ہم نے حساب دینا ہے اور جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس کا بھی جواب دینا ہے۔ یہی احساس مومن کو فضول باتوں سے دور رکھتا ہے۔ لیکن کفار و مشرکین اور منافقین کا کام اللہ کے دین اور اس پر چلنے والوں کو نشانہ بنانا ہے۔ یہ معاملہ ماضی میں بھی ہوتا رہا اور آج بھی ہو رہا ہے۔ آج بھی دینداروں کا مذاق اُڑانے کے لیے، ان کو نشانہ بنانے کے لیے باقاعدہ مہمات چلائی جاتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر طبقہ میں اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں بُرے بھی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹروں میں بعض انسانیت کا درد رکھنے والے ہوتے ہیں لیکن اکثر فیس کے نام پر مریضوں کی کھال اُتارنے والے ہوتے ہیں۔ اسی طرح دیندار طبقہ میں دونوں طرح کے لوگ ہوتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ چند بُرے لوگوں کی وجہ سے پورے دینی طبقہ کو بدنام کرنا شروع کر دیا جائے۔ یہ بھی کٹ حجتی میں شمار ہوتا ہے۔

پھر ایک طبقہ وہ ہے جو سیکولر اور لبرل نظریات کے تحت مغربی ایجنڈے اور تہذیب کو ہمارے معاشرے پر مسلط کر رہا ہے، خلافِ شریعت قانون سازیاں کرتا ہے، نکاح کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے اور زنا، فحاشی اور بے حیائی کے لیے راستہ ہموار کرتا ہے۔ جو کوئی اسلامی تہذیب اور معاشرت کے تحفظ کی بات کرے تو اس کے خلاف محاذ کھڑا کرتا ہے۔ حالیہ دنوں میں ایک معروف صحافی نے حکومت کو مشورہ دیا کہ اسلام آباد کے جم خانہ میں مردوں اور عورتوں کو الگ الگ وقت دیا جائے یا دونوں کے درمیان پردہ کیا جائے۔ اس کے بعد اس صحافی کے خلاف طوفانِ بدتمیزی برپا کر دیا گیا۔ یہ بھی کٹ حجتی کی ایک شکل ہے۔ اللہ کے دین کی بات کرنے والوں کے خلاف ہمیشہ یہی طرزِ عمل اپنایا گیا ہے۔ حضرت نوحؑ، لوطؑ، ابراہیمؑ اور حضرت محمد ﷺ سمیت تمام پیغمبروں نے مخالفین کی کٹ حجتیوں کا سامنا کیا ہے۔ یہ بھی جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین! آگے فرمایا:

﴿وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٤٦﴾ حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿٤٧﴾﴾ ''اور (سب سے بڑھ کر یہ کہ) ہم جزاء و سزا کے دن کا انکار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت نے آلیا۔''

مومن ہر نماز میں بدلے کے دن یعنی قیامت کا اقرار کرتا ہے:

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ ''جزا و سزا کے دن کا مالک و مختار ہے۔''

اس کے برعکس کفار، مشرکین اور منافقین اسی دن کا انکار کرتے ہیں۔ اُس دن کو جھٹلاتے ہیں۔ جھٹلانا دو اعتبار سے ہوتا ہے۔ ایک جھٹلانا کفار کا ہے جو سرے سے ہی اس بات کے انکاری ہیں کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں اس کا بدلہ انہیں عذابِ جہنم کی صورت میں مل سکتا ہے۔ ایک آخرت کو ماننے کے باوجود اس کو جھٹلانا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ﴾ ''اے اہل ایمان! خرچ کرو اُس میں سے جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس سے پہلے کہ وہ دن آ دھمکے جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی، نہ کوئی دوستی کام آئے گی اور نہ کوئی شفاعت مفید ہوگی۔'' (البقرہ:254)

اس کے بعد فرمایا:

﴿وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٥٤﴾﴾ ''اور جو انکار کرنے والے ہیں وہی تو ظالم ہیں۔''

اب دیکھئے یہاں خطاب اہل ایمان سے ہے لیکن جو انکار کرنے والے ہیں ان کے لیے الکافرون کا لفظ آیا۔ اس کا مطلب ہے کہ ایمان لانے کے باوجود بھی ایمان کے تقاضوں پر عمل نہ کرنا ایک نوعیت کے کفر کے زمرے میں آتا ہے۔ قرآن میں دیگر کئی مقامات پر بھی یہی اسلوب استعمال ہوا ہے۔ سورۃ آل عمران میں فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٧﴾﴾ ''اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر کہ وہ حج کریں اُس کے گھر کا، جو بھی استطاعت رکھتا ہو اس کے سفر کی۔ اور جس نے کفر کیا تو (وہ جان لے کہ) اللہ بے نیاز ہے تمام جہان والوں سے۔''

اسی طرح احادیث میں بھی یہ اسلوب آیا ہے۔ جیسا کہ جامع ترمذی میں روایت ہے کہ ((من ترک صلوۃ متعمدا فقد کفر)) جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کر دی وہ کفر کر چکا۔ اس لحاظ سے آخرت پر ایمان لانے کے باوجود آخرت کی تیاری نہ کرنا بھی ایک نوع کا کفر ہے۔ آج ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم مرنے کے لیے تیار ہیں؟ کیا ہمارے معاملات اللہ کے ساتھ اور بندوں کے ساتھ ٹھیک ہیں۔ اگر ہاں تو پھر ہم آخرت کے لیے تیار ہیں، اگر نہیں تو پھر ہمیں اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو باعمل مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ادارہ ''ندائے خلافت''
کی جانب سے قارئین کو

عید الاضحیٰ مبارک ہو!

قارئین نوٹ فرما لیں کہ تعطیلات کی وجہ سے ادارہ کے دفاتر بند رہیں گے۔ بنابریں ''ندائے خلافت'' کا اگلا شمارہ عید کے بعد شائع ہوگا۔

قربانی: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم سنت

ڈاکٹر اسرار احمد ؒ

حضرات! آپ کے علم میں ہے کہ حج اور عید الاضحیٰ کا سارا معاملہ حضرت ابراہیم ؑ کی شخصیت اور سیرت کے گرد گھومتا ہے۔ حضرت ابراہیم ؑ کی تین نسبتیں ہیں جو بہت بلند ہیں۔ ایک یہ کہ آپؑ امام الناس ہیں، اور امام الناس کا یہ منصب آپ کو شدید امتحانات میں سے کامیابی سے گزر کر حاصل ہوا ہے۔ دوسرے یہ کہ آپؑ ابوالانبیاء ہیں۔ سینکڑوں نبی آپؑ کی نسل میں آئے ہیں۔ آپؑ کی تین بیویوں سے تین نسلیں چلیں اور تینوں کے اندر انبیاء آتے رہے۔ حضرت سارہ ؓ کی اولاد میں سے حضرت اسحاق ؑ کی طرف سے نبوت کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت ہاجرہ ؓ کی اولاد میں سے حضرت اسمٰعیل ؑ اور پھر نبی اکرم ﷺ، اور اسی طرح قطورہ ؓ میں سے بھی حضرت شعیب ؑ۔ اور تیسری نسبت یہ کہ آپ خلیل اللہ ہیں۔

قرآن کے نزدیک ہم دنیا میں جو زندگی بسر کر رہے ہیں یہ ہماری کل زندگی نہیں ہے۔ یہ زندگی تو امتحانی وقفہ ہے۔ اصل زندگی تو موت کے بعد شروع ہوگی ؎

تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں پیہم دواں ہر دم جواں ہے زندگی

یہ موت وحیات کا سلسلہ اللہ نے ایک لمبی زندگی میں سے ایک حصے کے طور پر ہمیں عطا کیا ہے، مقصد کیا ہے، یہ کہ اللہ انسان کو آزمائے کہ کون ہے جو اچھے عمل کرنے والا ہے۔ فرمایا:

﴿الَّذِىۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَيٰوةَ لِيَبۡلُوَكُمۡ اَيُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ﴾ (الملک:2)

''اُسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔''

اب یہ امتحانات اور آزمائشیں ہر شخص کو درپیش ہوتے ہیں۔ لیکن ان امتحانات کا ایک مکمل نقشہ حضرت ابراہیم ؑ کی شخصیت میں نظر آتا ہے۔ دیکھئے، سب سے پہلا امتحان ہر انسان کا یہ ہے کہ اپنے رب کو پہچانے۔ انسان خود بخود نہیں آیا، کسی کا بھیجا ہوا ہے، خود بخود پیدا نہیں ہوگیا کسی کا پیدا کردہ ہے، لیکن یہاں آ کر اُس پر مادی پردے طاری ہو جاتے ہیں، جو اللہ کی معرفت میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ تو انسان کا پہلا امتحان یہ ہے کہ اگر اُس کی عقل سلیم ہے، فطرت صحیح ہے تو اللہ کو پہچانے۔ حضرت ابراہیم ؑ بھی اس امتحان سے دوچار کیے گئے۔ اُس زمانے میں تین قسم کے شرک تھے، ایک بت پرستی، دوسرا ستارہ پرستی اور تیسرا سیاسی شرک تھا۔ سیاسی شرک کا مظہر نمرود کا دعویٰ خدائی تھا۔ حضرت ابراہیم ؑ کی فطرت سلیمہ اور عقل سلیم ان میں سے ہر ایک کی نفی کرتی چلی گئی، اس کے اندر بھی الوہیت نہیں ہوسکتی، اس میں بھی نہیں ہوسکتی، ان تمام منزلوں کو طے کر کے بالآخر وہ پہنچ گئے:

﴿اِنِّىۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِىَ لِلَّذِىۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِيۡفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ‌ۚ﴾

(الانعام:79)

''میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنے تئیں اسی ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔''

گویا میں نے تو تمام ان باطل معبودوں سے صرف نظر کر کے اور اپنی نگاہ جمائی ہے اُس ذات پر جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ میرے نزدیک چاند، سورج اور ستارے ہرگز الٰہ نہیں ہوسکتے، کہ یہ ڈوب جانی والی چیزیں ہیں۔ ان کے لیے دوام نہیں ہے۔ میرا معبود وہ اللہ تعالیٰ ہے، جس کے لیے دوام اور ہمیشگی ہے۔ شرک کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں حضرت ابراہیم ؑ نے توحید کو پہچانا، یہ اُن کی پہلی کامیابی تھی۔

اب اس کے بعد امتحان شروع ہوتا ہے استقامت کا۔ ہدایت تو مل گئی، لیکن ہدایت پر قائم رہنا یہ ایک دوسرا مسئلہ ہے، کیونکہ اب تکالیف آئیں گی، مصائب آئیں گے، اندازہ کیجئے جب حضرت ابراہیم ؑ نے بت خانے میں داخل ہو کر بتوں کو توڑا ہوگا تو کیا قیامت صغریٰ برپا ہوئی ہوگی۔ اگر آج بنارس (ہندوستان) میں کوئی شخص بت خانے میں داخل ہو کر ان کے بتوں کو توڑ دے تو کیا ہوگا۔ آپؑ نے تمام بت توڑ دیئے سوائے ایک بڑے بت کے اور تیشہ اس بت کے کندھے پر رکھ دیا۔ جب لوگوں نے ٹوٹے ہوئے بتوں سے متعلق حضرت ابراہیم ؑ سے پوچھا تو آپؑ نے کہہ دیا کہ اس سے پوچھو۔ واقعاتی شہادت تو یہ ہے کہ بتوں کو اس نے توڑا ہوگا۔ کیونکہ باقی سارے ٹوٹ گئے اور یہ کھڑا ہے۔ قوم کے لوگ کہنے لگے، ابراہیم ؑ تم جانتے ہو کہ یہ بات نہیں کر سکتا۔ اب آپؑ نے فرمایا، تف ہے تمہارے اوپر، تم ایسی ہستیوں کو پوجتے ہو جو بات نہیں کر سکتیں، جواب نہیں دے سکتیں۔ اس کے لیے جو ہمت درکار ہے اس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔

اب آپؑ کو بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے کہا، میں ہوں خدا، حضرت ابراہیم ؑ کہنے لگے کہ میں تو اُس خدا کو مانتا ہوں جو زندہ رکھتا ہے اور مارتا ہے۔ بادشاہ کٹ حجتی پر آ گیا۔ کہنے لگا، یہ تو میں بھی کرتا ہوں۔ چنانچہ اُس نے قید خانے سے دو قیدی منگوائے، ایک کی گردن اُڑا دی اور ایک کو چھوڑ دیا اور کہنے لگا، دیکھو میں نے اپنے اختیار سے ایک شخص کو بچالیا اور ایک کو مار دیا۔ اب اُسے مسکت جواب کی ضرورت تھی۔ چنانچہ آپؑ نے فرمایا، میرا رب وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، اگر تو ربوبیت کا مدعی ہے تو اُسے مغرب سے نکال کر دکھا۔ اس پر بادشاہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اب اس کے بعد ایک اور امتحان آیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک بہت بڑا آلاؤ بناؤ اور اس نوجوان کو اُس کے اندر جھونک دو۔ چنانچہ ایک بڑا الاؤ بنایا گیا۔ اس میں آگ دہکائی گئی۔ اوپر مکان بنایا گیا، وہاں سے پھینکنا تھا۔ بادشاہ اور اُس کے مصاحبوں کا خیال تھا کہ جوان خون ہے، لہٰذا یہ نوجوان ابھی بڑھ چڑھ کے بول رہا ہے، لیکن جب اسے آگ کا آلاؤ دکھائی دے گا اور موت نظر آئے گی تو اس کی ہمت جواب دے جائے گی۔ یہ دراصل ان لوگوں نے تو ایک چال چلی تھی کہ کسی طریقے سے حضرت ابراہیم ؑ کو ڈرا کر اس موقف سے واپس لایا جائے، لیکن وہ ناکام ہوئے، حضرت ابراہیم ؑ کا معاملہ کیا ہوا؟ علامہ اقبال کہتے ہیں ؎

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

وہ دل جو اللہ کی محبت سے سرشار تھا، اُس نے ایک لحظہ کے لیے بھی کوئی ہچکچاہٹ نہیں کی، بلکہ بے خطر اس آگ کے اندر کود پڑا۔ لیکن آگ نے آپؑ کو نہیں جلایا، کیونکہ اللہ نے آگ کو گل وگلزار بنا دیا۔

رسولوں کے باب میں اللہ کا یہ قاعدہ رہا ہے کہ جب کوئی قوم اپنے رسول کے قتل پر آمادہ ہو جاتی ہے، تو رسول کو حکم ہوتا ہے کہ وہاں سے ہجرت کر جاؤ، اس کے بعد اُس قوم پر عذاب آتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم پر کوئی عذاب آیا یا نہیں، اس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ لیکن عمومی قاعدہ یہی ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس واقعے کے بعد طے کیا کہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں، میں کہیں اور چلا جاؤں گا۔ اب میں یہاں نہیں رہوں گا۔ اور ساتھ ہی یہ دُعا کی اے اللہ! مجھے نیک اولاد عطا فرما۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کا بڑا حصہ مہاجرت میں گزرا۔ آپؑ عراق میں پیدا ہوئے تھے، اور عراق سے ہجرت کر کے شام گئے۔ شام سے فلسطین پہنچے۔ فلسطین سے مصر گئے۔ اور اس کے بعد مصر سے آ کر پھر مستقل ڈیرہ فلسطین میں لگا لیا، لیکن وہاں سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے ایک بیٹے اور بیوی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو لے جا کر حجاز کی وادی میں آ گئے، جہاں گھاس تک نہیں اُگتی۔ اب جیسے جیسے بیٹا جوان ہو رہا تھا، یوں سمجھئے کہ بوڑھے باپ کی رگوں کے اندر توانائی آ رہی تھی۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ میرا بیٹا میرے ساتھ، میرے مشن کے اندر شریک بنے گا، جو کام میرے ذمے اللہ نے لگایا تھا، وہ میرے بعد میرا بیٹا جاری رکھے گا، لیکن یہ کہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سب سے بڑا امتحان ابھی آنا ہے، جس سے بڑے امتحان کا تصور ممکن نہیں، وہ امتحان کیا ہے، اُس کے بارے میں فرمایا:

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ط﴾

(الصّٰفّٰت:102)

''جب وہ اُن کے ساتھ دوڑنے (کی عمر) کو پہنچا تو ابراہیم نے کہا کہ بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ (گویا) تم کو ذبح کر رہا ہوں تو تم سوچو کہ تمہارا کیا خیال ہے۔''

یہ خواب دیکھ کر آپؑ حیران ہوئے، دوسری رات پھر یہ خواب دیکھا، تیسری رات پھر دیکھا۔ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے، غلط نہیں ہوتا۔ اب بیٹے سے بات کی اے بیٹے! میں پے بہ پے خواب میں دیکھ رہا ہوں، بار بار دیکھ رہا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، تو اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ بیٹا جو بڑا حلیم الطبع اور بردبار تھا، جس کی عمر اُس وقت 13 برس تھی بولا:

﴿قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ؁﴾ (الصّٰفّٰت)

''انہوں نے کہا کہ ابا جو آپؑ کو حکم ہوا ہے وہی کیجئے۔ اللہ نے چاہا تو آپؑ مجھے صابروں میں پائیں گے''

پھر کیا ہوا؟

﴿فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ؁﴾ (الصّٰفّٰت)

''جب دونوں نے حکم مان لیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا۔''

جب ان دونوں نے اللہ کی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ ''اَسْلَمَا'' باب افعال سے تثنیہ مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ اس سے اس کا مصدر اسلام آتا ہے۔ اسلام کے معنی کیا ہیں۔ اللہ کی مرضی کے سامنے اپنی مرضی کو بچھا دینا، گرا دینا، سرنڈر کر دینا۔ یہی اسلام ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ نہ سوچا کہ اکلوتا بیٹا ہے، 87 برس کی عمر میں ہوا ہے، اس سے بڑی اُمیدیں وابستہ ہیں۔ اسے کیسے ذبح کروں بلکہ یہ خیال کیا کہ یہ اللہ کا حکم ہے، جسے مجھے بہرصورت پورا کرنا ہے۔ لہٰذا بیٹے کو زمین پر پیشانی کے بل لٹا دیا۔ پیشانی کے بل لٹانے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اپنے اندر کوئی کمی تھی، یا بیٹے کی طرف سے کسی مزاحمت کا کوئی اندیشہ تھا بلکہ ایسا اس لیے کیا کہ کہیں محبت پدری جوش مار جائے اور عین وقت پر کہیں ہاتھ ڈگمگا نہ جائیں۔ آپؑ نے چھری چلائی مگر اُس نے گلا نہیں کاٹا۔ اور اسی وقت ندا آ گئی:

﴿وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ؁ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ؁ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗـؤُا الْمُبِيْنُ ؁﴾ (الصّٰفّٰت)

''تو ہم نے ان کو پکارا کہ اے ابراہیم علیہ السلام تم نے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ صریح آزمائش تھی۔''

اس آزمائش میں بھی آپؑ سرخرو ہو کر نکلے۔

﴿وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ؁ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ؁ سَلٰمٌ عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ؁﴾ (الصّٰفّٰت)

''اور ہم نے ایک بڑی قربانی کو ان کا فدیہ دیا اور پیچھے آنے والوں میں ابراہیم کا (ذکر خیر باقی) چھوڑ دیا۔''

اب اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ اسی وقت جنت سے ایک مینڈھا آیا جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ پر ذبح ہوا، اور دوسری تعبیر یہ ہے، کہ آپؑ کی یہ سنت ہمیشہ کے لیے جاری کر دی گئی ہے۔ ہم جو قربانی کرتے ہیں یہ اُسی قربانی کا تسلسل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپؐ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے'' البتہ ہمارے لیے جو لمحہ فکریہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گئے، کیا ہماری یہ قربانی کہیں اس درجے میں ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ ایک نشانی ہے، شعائر اللہ میں سے ہے اور یہ شعائر اللہ بھی اہم ہوتی ہیں۔ شعائر اللہ علامات ہوتی ہیں۔ مثلاً خانہ کعبہ بھی شعائر اللہ میں سے ہے۔ صفا اور مروہ شعائر اللہ ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قربانی کے جانوروں کو بھی شعائر بنا دیا ہے۔ اس کے ذریعے سے شعور حاصل کرو کہ زندگی کا مقصد کیا ہے۔

حضرات! اگر آپ کا کسی درجے میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کا ارادہ ہے، تو آج ہی یہ طے کر لیجئے کہ اپنی اولاد کو دنیا کے لیے نہیں بلکہ دین کے لیے تیار کرنا ہے۔ اگر آپ یہ طے کر لیتے ہیں تو پھر اپنی وہ اُمنگیں جو اولاد سے وابستہ ہیں اُن کو ذبح کریں، اور خلوص دل سے یہ دعا کریں اے اللہ میرے اس بیٹے کو، میری اس اولاد کو اپنے دین کے لیے قبول کر لے۔ اگر ہماری نیت یہ ہو جائے تو کسی نہ کسی درجے میں ہماری قربانی کی بھی کچھ نہ کچھ مناسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کے ساتھ ہو جائے گی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کی رضا کے لیے اپنے جذبات کو قربان کریں، اپنے مفادات کو قربان کریں۔ جب آپ بکرے کی گردن پر چھری پھیریں تو اس وقت یہ خیال کیجئے کہ اے اللہ میں اپنے جذبات وخواہشات پر بھی یہ چھری پھیر رہا ہوں، اے اللہ میری اس چھری کو صرف اس بکرے کے اعتبار سے نہیں میرے جذبات وخواہشات کے اعتبار سے بھی قبول فرما۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

معرکۂ حق کا اصل پیغام

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

مئی 2025ء میں پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے جو شاندار فتح عطا فرمائی تھی اُس کی یاد میں اس سال 9، 10 مئی کو ملکی و ملی سطح پر تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔ پوری ملتِ اسلامیہ خوشی سے سرشار ہے۔ ہم بھی ملت کے ساتھ خوشی میں شریک ہیں۔ البتہ خیر خواہی کے جذبے کے تحت چند گزارشات اپنی سیاسی و عسکری قیادت کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ اصل ہدف نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائے۔

معرکۂ حق صرف ہندوستان کو زیر کرنے کا نام نہیں ہے یہ کفر و اسلام کی اُس جنگ کا استعارہ ہے جس کو علامہ اقبال نے یوں تعبیر کیا ہے:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

اس کا اصل مقصد دنیا میں نظامِ حق کا بول بالا کرنا اور نظامِ باطل کو سرنگوں کرنا ہوتا ہے۔ اسلام کی جنگ کا بنیادی نظریہ ہی یہ ہے کہ جو نظامِ زندگی اللہ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو دے کر بھیجا ہے اُسے تمام نظاموں پر غالب کیا جائے۔ اللہ کا عطا کردہ نظامِ زندگی دوسرے کسی نظامِ زندگی کا تابع بن کر نہیں رہ سکتا بلکہ وہ ہر حال میں غلبہ چاہتا ہے۔ اگر کوئی دوسرا نظامِ زندگی دنیا میں رہے بھی تو اُسے خدائی نظام کی بخشی ہوئی گنجائشوں میں سمٹ کر رہنا چاہیے جیسا کہ جزیہ ادا کرنے کی صورت میں ذمیوں کا نظامِ زندگی رہتا ہے۔ یہ معرکہ اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک اللہ کا دین دنیا میں غالب نہیں ہو جاتا۔ گویا معرکۂ حق صرف میدانِ جنگ میں وقتی فتح حاصل کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ ایمان، یقین، عدل، اتحاد اور اللہ تعالیٰ کی نصرت پر غیر متزلزل اعتماد کا عملی اعلان ہوتا ہے۔ تاریخِ اسلام گواہ ہے کہ جب بھی اہلِ ایمان نے اپنے رب پر بھروسا کیا، باطل کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اُن کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوئی۔ حالیہ حالات اور پاکستان کے گرد رونما ہونے والے واقعات بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین اور اُس کے وفادار بندوں کی مدد فرماتا ہے۔ یہی وہ پیغام ہے جو ''معرکۂ حق'' امتِ مسلمہ کو دے رہا ہے۔

1۔ اللہ کی نصرت پر کامل یقین: معرکۂ حق کا پہلا پیغام یہ ہے کہ مسلمان اپنی کامیابی کو صرف ظاہری اسباب کا نتیجہ نہ سمجھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت پر یقین کو مزید مضبوط کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۱۲۶﴾ (آل عمران) ''ورنہ مدد تو ہوتی ہی اللہ کی طرف سے ہے جو غالب اور حکمت والا ہے۔''

یعنی کامیابی صرف اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ جب قومیں اللہ پر بھروسہ کرتی ہیں تو محدود وسائل بھی عظیم قوت بن جاتے ہیں۔ حالیہ حالات میں پاکستان کی غیر متوقع کامیابیاں اسی حقیقت کا اظہار معلوم ہوتی ہیں۔

2۔ دشمنانِ اسلام کے لیے تنبیہ: معرکۂ حق باطل قوتوں کو واضح پیغام دیتا ہے کہ اگر وہ ظلم، جارحیت اور سازشوں سے باز نہ آئے تو انہیں پہلے سے زیادہ سخت جواب ملے گا۔ قرآن مجید کا اعلان ہے: ﴿عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ﴾ (بنی اسرائیل:8) ''ہوسکتا ہے کہ اب تمہارا رب تم پر رحم کرے، اور اگر تم نے وہی روش اختیار کی تو ہم بھی وہی کچھ کریں گے۔''

یعنی اگر تم دوبارہ وہی روش اختیار کرو گے تو ہم بھی تمہیں دوبارہ سزا دیں گے۔ یہ آیت اہلِ باطل کے لیے ایک کھلی تنبیہ ہے کہ ظلم کا انجام ہمیشہ تباہی ہے۔

3۔ اصل قوت اللہ کی قوت ہے: اللہ تعالیٰ غزوۂ بدر کے حوالے سے فرماتا ہے: ﴿وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ﴾ (الانفال: 17) ''اور جب آپؐ نے (اُن پر کنکریاں) پھینکی تھیں تو وہ آپؐ نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔''

یہ آیت بتاتی ہے کہ اہلِ ایمان کی اصل طاقت اُن کے ہتھیار نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید ہوتی ہے۔ جب مسلمان اللہ کے حکم کے مطابق کھڑے ہو جاتے ہیں تو اُن کی معمولی کوشش بھی غیر معمولی اثر پیدا کرتی ہے۔

4۔ فتح و شکست کا حقیقی مالک اللہ: اسی طرح قرآن فرماتا ہے:

﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠﴾ (الانفال: 17) ''پس (اے مسلمانو!) تم نے انہیں قتل نہیں کیا، بلکہ انہیں اللہ نے قتل کیا۔''

یہ پیغام واضح کرتا ہے کہ میدانِ حق میں اصل فیصلہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر مسلمان ایمان، اخلاص اور تقویٰ کے ساتھ کھڑے ہوں تو اللہ تعالیٰ اُن کے لیے ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔

5۔ مکمل اسلام میں داخل ہونے کی دعوت: معرکۂ حق کا ایک اہم پیغام یہ بھی ہے کہ مسلمان صرف جذباتی نعروں تک محدود نہ رہیں بلکہ اسلام کو اپنی پوری زندگی میں نافذ کریں۔ قرآن کا حکم ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠﴾ (البقرہ: 208) ''اے اہلِ ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔''

اسلام صرف عبادات کا نام نہیں بلکہ سیاست، معیشت، معاشرت اور عدالت سمیت زندگی کے ہر شعبے کے لیے مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ پاکستان کی اصل کامیابی اسی وقت ممکن ہے جب یہاں قرآن و سنت کا عادلانہ نظام نافذ ہوگا۔

6۔ عدل و انصاف کے علمبردار بنو: اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو حکم دیتا ہے: ﴿كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ﴾ (النساء: 135) ''کھڑے ہو جاؤ پوری قوت کے ساتھ عدل کو قائم کرنے کے لیے اللہ کے گواہ بن کر۔''

معرکۂ حق کا تقاضا ہے کہ قوم عدل و انصاف کو اپنی بنیاد بنائے۔ جب تک قانون سب کے لیے برابر نہیں ہوگا، رشوت، سفارش اور ظلم ختم نہیں ہوں گے، اس وقت تک حقیقی ترقی ممکن نہیں۔ ایک مضبوط اور باوقار پاکستان کی بنیاد عدل پر ہی قائم ہو سکتی ہے۔

7۔ دنیا میں قیامِ عدل کی جدوجہد: اسلام صرف ایک قوم یا خطے کی بھلائی کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے رحمت ہے۔ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دنیا میں عدل، امن اور انسانیت کے محافظ بن کر کھڑے ہوں۔ پاکستان کی

حالیہ سفارت کاری کو اسی تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ آج دنیا ظلم، استحصال اور طاقت کی سیاست سے تنگ آ چکی ہے اور اسے ایک ایسے نظام کی ضرورت ہے جو حقیقی انصاف فراہم کر سکے، اور وہ نظام اسلام ہے۔

8۔ اُمّت مسلمہ کی عالمی قیادت: علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

یہ شعر مسلمانوں کو اُن کی اصل ذمہ داری یاد دلاتا ہے۔ پاکستان اگر اپنے نظریۂ اسلام سے وابستہ ہو جائے، اخلاقی بنیادیں مضبوط کرے، دیانت و امانت کو فروغ دے اور قرآن کے نظام کو اختیار کرے تو وہ اُمّتِ مسلمہ کی قیادت کا کردار ادا کر سکتا ہے۔

9۔ پاکستان اور عالم اسلام کا تعلق: اقبال کا یہ شعر:

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

یہ احساس دلاتا ہے کہ پاکستان صرف جغرافیائی خطہ نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کی امیدوں کا مرکز ہے۔ پاکستان کی قوت دراصل عالمِ اسلام کی قوت ہے۔ اگر یہ ملک اپنے حقیقی اسلامی تشخص کو اپنا لے تو اُمّت کے اتحاد اور عالمی امن کا محور بن سکتا ہے۔

10۔ فتح پر جشن نہیں بلکہ شکرِ الٰہی، فخر و تکبر نہیں بلکہ عجز و انکساری: یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خصوصی کرم ہے کہ پاکستان کو اتنی بڑی کامیابی ملی۔ ہمیں اس تاریخی کامیابی پر سجدہ ریز ہو کر رب کے حضور شکرانے کے نوافل ادا کرنا چاہئیں نہ کہ ''موذی'' کی طرح اپنی قابلیت، صلاحیت اور کامیاب حکمتِ عملی پر غرور وتکبر کے شادیانے بجائیں۔ بطورِ شکرانہ ملک میں نافذ تمام ایسے قوانین اور احکامات جو قرآن وسنت سے متصادم ہیں اُنہیں ختم کرنے کا اعلان کرنا چاہیے۔ وہ ذاتِ باری تعالیٰ جس نے ہمیں 78 سال تک ہر مشکل سے نکالا، قائم رکھا، ہماری نالائقیوں، نااہلیوں کے باوجود ہمیں اقوامِ عالم میں ممتاز کیا، ظالم دشمن کے خلاف سرخرو کیا وہی ہمارے معاشی مسائل دور کرے گی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم استقامت سے خود کو احکاماتِ خداوندی کے تابع کریں نہ کہ وہ اقدامات کریں جو اللہ کے غضب کو دعوت دیں۔ 50 سال تک شراب پر لگی پابندی اُٹھا کر درآمد کی اجازت دینا کیا اللہ تعالیٰ سے سراسر مکر نہیں! جبکہ حکومت کہتی ہے کہ یہ شراب اپنے لیے نہیں بلکہ بیرونِ ممالک زرمبادلہ کے لیے درآمد کی جائے گی۔ یعنی ''یوم سبت'' پر جب رب تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مچھلی کے شکار کی ممانعت کی تو نافرمانوں نے گھروں میں دریا سے نالیاں بنالیں اور کہا کہ ہم شکار نہیں کرتے یہ تو خود آجاتی ہیں۔ اگر اُس دور کی اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ قوم معتوب ٹھہری تو ہم یعنی اس دور کی اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ اُمّت کیسے اُس کے غضب سے بچ پائیں گے؟ ہمیں رب کریم کے احسانات ماننے اور عاجزی دکھانے کی ضرورت ہے۔ لاالٰہ الا اللہ کے نام پر لیے گئے پاک وطن کی معیشت کبھی سود یا حرام آمدن سے ٹھیک نہیں ہوگی! پاکستان 1947ء میں ادھورے انقلاب سے بالآخر اب تکمیل کی جانب گامزن ہوا ہے۔ اسے غیر اسلامی اقدامات اٹھا کر منزل سے نہ بھٹکائیں ورنہ ہر باطل نظام نے تو بالآخر مٹ جانا ہی ہے:

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

لُبِ لُباب

معرکۂ حق کا اصل پیغام یہی ہے کہ مسلمان مایوسی ترک کریں، اللہ کی نصرت پر یقین رکھیں، اسلام کو مکمل نظام حیات کے طور پر اپنائیں اور عدل وانصاف کے قیام کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ آج پاکستان جس مقام پر کھڑا ہے، وہ محض سیاسی یا عسکری کامیابی نہیں بلکہ ایک بڑی ذمہ داری کی یاد دہانی ہے۔ اگر قوم قرآن وسنت سے مضبوط تعلق قائم کر لے، اخلاقی وعملی اصلاح کو اپنا شعار بنالے اور اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کے نفاذ کی جدوجہد کرے تو ان شاء اللہ پاکستان نہ صرف اپنے مسائل پر قابو پالے گا بلکہ پوری امتِ مسلمہ کے لیے امید، قیادت اور عزت کا مینار بن جائے گا۔

❁❁❁

گوشۂ انسدادِ سود

پاکستان میں انسدادِ سود کی کوششوں کی تاریخ اور مستقبل کے امکانات

موجودہ صورتحال

1) بینکنگ

بینکوں کے operations میں فی الوقت مشکل ہی سے کوئی ایسا عمل ہوگا جس کے بارے میں وثوق سے کہا جاسکے کہ وہ عین شرعی اصولوں کے مطابق ہے۔ خاص طور پر بینکوں کی آمدنی والا حصہ! تفصیل درج ذیل ہے:

☆ آمدنی کے ذرائع: بینکوں میں جمع شدہ ایک خطیر رقم مندرجہ ذیل مدات میں منقسم ہے جس سے بینکوں کو آمدن حاصل ہوتی ہے۔

1) سرکاری تمسکات (securities) میں سرمایہ کاری سے حاصل شدہ سود۔
2) سٹیٹ بینک کی reserve requirement جس میں بینکوں کو اپنے کھاتوں کا کچھ حصہ لازماً سٹیٹ بینک میں رکھوانا ہوتا ہے، جس پر انہیں ''بینک ریٹ'' پر سود ملتا ہے۔
3) کاروباری قرضوں سے حاصل شدہ سود (جس کے لیے مارک اپ کا نام استعمال ہو رہا ہے۔)
4) Trade Bills (ہنڈیوں) کی خرید وفروخت، جو ''مارک ڈاؤن'' کی بنیاد پر خریدی بیچی جاتی ہیں۔ نیز قلیل مدت کے Over Draft جاری کیے جاتے ہیں جن پر مارک اپ (سود) وصول کیا جاتا ہے۔
5) طویل اور قلیل مدتوں کی دیگر نجی ضروریات کے لیے قرضوں پر سود! (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1483 دن گزر چکے!

اپنی خودی پہچان!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

امریکہ ایران سینگ پھنسائے بیٹھے ہیں۔ امریکی امن تجویز پر ایران نے پاکستان کے ذریعے اپنا ردِعمل ٹرمپ کو بھجوا دیا۔ دنیا مسلسل انتظار کی سولی پر ٹنگی رہی کہ کوئی مثبت نتائج برآمد ہوں۔ ٹرمپ نے جواباً دو حرف بھیج کر اُسی لمحے اُسے رد کر دیا: کلیتاً ناقابل قبول! اُدھر پیغام کی وصولی اور ٹرمپ کے جواب سے عین پہلے نیتن یاہو نے گویا جواب امریکہ کے لیے طے کر دیا تھا۔ 'سی بی سی' کو انٹرویو دیتے ہوئے پورے طمطراق سے کہا کہ 'ایران سے جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی۔ اُس کا جوہری پروگرام ختم کیے بغیر یہ نہ ہوگا'۔ شہ سرخیاں اس بیان کی لگیں! یعنی دنیا کا سب سے بڑا خونیں جنگی مجرم جو ڈھائی سال سے غزہ، مغربی کنارے پر سفاک جرائم کا مرتکب ہے وہ حکم نامے جاری کرے گا؟ ہر طرف جنگیں برپا رہیں گی کوئی روکنے کی جرأت نہ کرے؟ ٹرمپ نے ایران کو اسرائیل کے حسبِ منشا جواب دے دیا۔ تیل کی قیمت مزید اوپر چلی گئی!

مگر ستم ظریفی تو یہ ہے کہ اب انتخابات ٹرمپ کے سر پر ہیں اور امریکی رائے عامہ دن بدن جنگ کی بدولت اس کے خلاف ہو رہی ہے۔ اِدھر 30 ڈیموکریٹ سینیٹروں نے سٹیٹ سیکرٹری مارکو روبیو کو خط لکھا ہے کہ اسرائیل کے جوہری ہتھیاروں بارے ابہام ختم کیا جائے۔ اقرار کرو کہ اسرائیل کے پاس جوہری ہتھیار موجود ہیں۔ ایرانی تنازعے کے تناظر میں کئی دہائیوں سے جاری اس گومگو سے نکل کر اعلان کرو کہ اسرائیل کے پاس جوہری ہتھیار ہیں جبکہ وہ امریکی اتحادی ہے۔ خط میں اعتراض اٹھایا گیا ہے کہ ہم بھرپور فوجی مہم ایران کے خلاف عین اسی مسئلے پر اٹھائے کھڑے ہیں، جس کا مرتکب ہمارا اتحادی ہے! یہ کانگریس کی آئینی ذمہ داری ہے کہ وہ مشرقِ وسطیٰ میں جوہری توازن بارے آگاہ ہو۔ اسرائیل نے کبھی اپنے جوہری پروگرام بارے قبول نہیں کیا۔ (اس کی ابتدا 1950ء سے ہونا پتہ چلتی ہے امریکی اتحادیوں اور جرمنی سے سرخ قالین بچھا کر لائے گئے نازی سائنسدانوں کی مدد سے!) امریکی صدور نے دہائیوں سے اس بارے بات کرنے سے گریز کیا ہے۔ (یاد رہے کہ 7 اکتوبر 2023ء حملوں کے بعد اسرائیلی وزیر ثقافت نے کہا تھا کہ غزہ پر نیوکلیر بم استعمال کرنا، ایک امکان ہے!) اب جب سعودی عرب بھی کہہ رہا ہے کہ وہ بھی چاہیں گے کہ ان کے ہتھیاروں میں جوہری بم کا اضافہ ہو، اگر ایران یہ بناتا ہے، تو ہمارا یہ کہنا ہے کہ امریکہ اسرائیل کو اتنی ہی شفافیت کے معیار پر رکھے، جس کی توقع یہ کسی بھی دوسرے ملک سے رکھتا ہے۔

اس خط نے امریکہ، اسرائیل کی جنگ کی وجوہات میں سے اہم ترین شق پر جوہری حملہ کر ڈالا! اس صورت حال میں ہم آج بڑی طاقتوں کے دوہرے معیارات، جھوٹ، دھوکا دہی، وعدہ خلافی اور سراپا فساد ہونا واضح دیکھ سکتے ہیں۔ ٹرمپ کے جواب پر اب ایران بھی تن کر کھڑا ہے۔ وہ اس وقت ٹرمپ کی عوام کو جوابدہی اور دوسری جانب صہیونی دباؤ کی دودھاری تلوار کے بیچ اس کی کس مپرسی کا بھرپور فائدہ اٹھا رہا ہے۔ فائدہ سرمایہ داروں کا یوں ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی تیل کمپنی کی رپورٹ ہے کہ منافع میں انہیں 25 فی صد اضافہ ملا ہے۔ اس جنگ میں خلیجی ممالک کو تیل کے اعتبار سے بھی نقصان ہوا، اور ڈرون حملوں سے بھڑکی آگ جابجا بھاری نقصانات کا سبب بنی۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا، امریکہ اسرائیل نے مزید حملے کیے تو بالواسطہ اس سے خلیجی ممالک ہی ویران ہوں گے۔ کیونکہ اس کے بدلے حسبِ سابق ایران امریکی اڈوں کے نام پر انہی خلیجی ممالک پر چڑھ دوڑے گا۔ انہیں امریکہ سے خریدا اسلحہ برباد ہونے پر از سرِ نو اسلحے کی خریداری کرنی پڑی۔ مزید حملوں پر امریکی اسلحے کی مزید خریداری ہوگی۔ یہ کوئی راکٹ سائنس تو نہیں کہ یہ جنگ بھاری نقصان ہمارا ہے امریکہ فائدے میں ہے! یہ مسلم دنیا کی دولت اجاڑنے کا کام کر رہی ہے۔ یہ دولت اُمت کی امانت ہے۔ خلیجی ممالک، جو ملک سے بڑھ کر تیل کے کنویں ہیں۔ وسیع زمین ہے تو صرف سعودی عرب کے پاس ہے۔ باقی خلیجی ممالک نے اُمت کا سرمایہ چھوٹی چھوٹی راجدھانیوں میں تعمیراتی، عیش وعشرت کے ساز وسامان کی نذر کر رکھا تھا۔ ایران نے سستے ڈرون مار کر بہت کچھ نذرِ آتش کر ڈالا۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم باہمی اختلافات بھلا کر جلد از جلد ایک جسد و جان بن کر بین الاقوامی سازشوں کا مقابلہ کریں۔ انہوں نے امریکہ پر دونوں ہاتھوں سے اربوں کھربوں ڈالر لٹائے۔ اُن کے اپنے ہاتھ کیا آیا؟ امریکہ، اسرائیل کا چوکیدار بن کر کھڑا ہے، ٹرمپ احکام صہیونیوں سے وصول کرتا ہے۔ امارات نے بھارت پر بھی بے پناہ مہربانیاں لٹائیں۔ اعزازات سے مودی کو نوازا، مندر بنا کر دیئے۔ آج کون سی حقیقی مدد کسی طرف سے بھی وصول ہوئی؟ اسرائیل نے اپنا شکنجہ مضبوط رکھنے کو ضرور دفاعی امداد دی۔ مگر سچ پوچھیے تو سبھی خلیجی ممالک کو خصوصاً امریکہ کے ہاتھوں جو یہ زک بالواسطہ اُٹھانی پڑی ہے تو بات تو یہی ہے کہ:

وہی میری کم نصیبی وہی تیری بے نیازی
مرے کام کچھ نہ آیا یہ کمال نے نوازی!

بہرطور امریکہ بھی اب 1979ء کے سوویت یونین کی طرح آہستہ آہستہ روبہ زوال ہے۔ 'مدبر الامر' تو اللہ ہے۔ نظام کائنات میں اس ننھی سی دنیا کا ہر فیصلہ تو اسی باری تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وہ اس پرچی دھما چوکڑی سے ہر آن واقف ہے العلیم، الخبیر۔ دنیا کا ورلڈ آرڈر وقت کے کچھ الٹنے پلٹنے کے بعد اب بدل کر رہنا ہے۔ سکھ کے کچھ سال درمیان میں آئیں گے، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے پہلے۔ اور ظہورِ دجال، شیطانی عروج کے بعد یہ کھجور کی گٹھلی جتنے ملک کے برپا کردہ سبھی فساد انجام کو پہنچیں گے باذن اللہ۔ وقت کم ہے کام بہت زیادہ اور توجہ طلب۔ مسلم دنیا نے اپنی عقل، فہم ٹھیکے پر جو مغرب کو دے رکھی تھی، اب: اپنی خودی پہچان اے غافل مسلمان! ہمیں مغربی پرکار، سخن ساز، دھوکہ باز عیاروں کی غلامی اور بوٹ پالش کرنے کو نہیں پیدا کیا گیا تھا۔ ہمیں اُمت مسلمہ کا جزو بنا کر آسمانی رہنمائی اور انبیاء کی میراث کے تحفظ کے لیے پیدا کیا گیا تھا۔

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسماں نے ہم کو دے مارا

مسلم ممالک کا حال ہر جا دگرگوں ہے۔ سطحیت، مادہ پرستی، اخلاقی کس مپرسی، حُبِ دنیا نے ہمیں کہیں کا نہ چھوڑا۔ وہ بنگلہ دیش جس نے نوجوانوں کے ولولوں اور

قربانیوں کا ثمر سمیٹا تھا۔ بھارت نواز ظالم بدعنوان حسینہ واجد سے ملک کو نجات دلا کر طلبہ تحریک نے ایک نئے بنگلہ دیش کی بنیاد رکھی تھی جو جماعت اسلامی کے ساتھ اتحاد کر کے اپنے ملک کی تقدیر بدل دیتی۔ مگر بھارتی زیرزمین سازشوں کے ذریعے انتخابات کے نتائج بھارت نواز بی این پی کے حق میں نکلے۔ وہ بنگلہ دیش جو عبوری حکومت کے دوران، پاکستان سے محبت کا دم بھرنے لگا تھا۔ قائداعظم کو احترام دیتے نہ تھکتا تھا کہ اگر اُن کی قیادت نہ ہوتی تو بنگلہ دیش کا حشر بھی بھارت کے ہاتھوں کشمیر والا ہوتا۔ مگر اب دوبارہ بھارت کی طرف نئی حکومت کا قرب اور جھکاؤ کوئی اچھی نوید نہیں۔

افریقہ میں مغرب نے جس طرح کمزور ممالک کو لوٹا کھسوٹا۔ اللہ نے اس خطے کو بے پناہ وسائل سے نوازا تھا۔ اس کی تکلیف دہ تاریخ ایک طرف تو سیاہ فام غلاموں کی تجارت، انسانیت پر بدترین ظلم کی گئی دہائیاں، صدیاں تھیں۔ آج بھی سفید فام ہونے کا نشہ ٹرمپ اور بھی فار رائٹ مغربی جماعتوں پارٹیوں میں جھلکتا ہے۔ تازہ ترین معرکہ کہ اب مالی میں جاری ہے۔ جس کے بیش قیمت وسائل، سونا، ہیرے، یورینیم اور لیتھیم (جو بجلی کی گاڑیوں و دیگر بھاری مشینوں کی بیٹریوں کا اصلی عنصر ہے) لوٹنے کا ٹھیکہ طویل عرصہ فرانس کے پاس رہا۔ مالی کے (90 فی صد مسلم آبادی) عوام کے حصے میں کان کنی کی مزدوری، خطِ غربت سے نیچے بیٹھے بنیادی انسانی ضروریات کو رونے کے سوا کچھ نہ آیا۔ یورینیم کی کانوں سے انہیں کینسر لاحق ہوتا اور سسک سسک کر بلا علاج مرتے۔ شاندار ہسپتال ملٹی نیشنل آقاؤں اور ان کے حکومتی غلاموں کی خدمت کرتا۔ یہ طویل داستانیں سبھی مسلمان ممالک کی ہیں۔ سامراجی یورپ، مغربی ممالک، عالمی قوتیں وسائل کی بانٹ باہم کر کے، مقامی گماشتوں کو بیساکھیاں تھما کر حکومتیں ان کی بنا دیتیں۔ اپنا پس خوردہ ان غلام حکمرانوں کو دیتے! اب مالی کو ان کے شکنجے سے آزاد کروانے کو طارق بن زیادؒ کے قبیلے کے مسلم جنگجو طوارق اور جماعت نصرت الاسلام والمسلمین (JNIM) معرکہ آرا ہے۔ قبل ازیں فرانس کے نکلنے کے بعد یہاں روسی کرائے کے فوجی، مقامی حکومت کے ساتھ مل کر وسائل کی لوٹ میں شریک تھے۔ جوان آزادی طلبوں (دہشت گردوں!) کے ہاتھوں نکل بھاگنے پر مجبور ہوئے۔ کہانیاں بہت طویل اور تاریخ خون آلودہ ہے۔ اور دامنِ قرطاس تنگ رہا سدا! اللہ دنیا کو امن اور انصاف اپنی رحمتِ خاص سے لوٹا دے۔ (آمین)

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(7 تا 13 مئی 2026ء)

جمعرات 07 مئی: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 08 مئی: خطاب جمعہ (اردو تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا۔ بعد نمازِ مغرب اسی مقام پر حلقہ کراچی جنوبی کے دعوتی دورہ کے حوالہ سے نوجوانوں کے لیے منعقدہ پروگرام Youth Meetup میں مختصر گفتگو کی اور شرکاء کے سوالات کے جوابات دیے۔ فکر تنظیم اسلامی، منہج انقلابِ نبوی ﷺ، انقلابی جماعت میں اجتماعیت کی اہمیت اور غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد جیسے موضوعات پر شرکاء نے بھرپور سوالات کیے جن کے جوابات کے دوران تنظیمی موقف کے بیان کے ساتھ شرکاء محفل کو عملاً اس جدوجہد میں شریک ہونے کی دعوت بھی دی گئی۔

ہفتہ 09 مئی: حلقہ کراچی شرقی کے تنظیمی دورہ کے دوران دوپہر میں مقامی امیر سرجانی ٹاؤن تنظیم، جناب ڈاکٹر رضوان صاحب اور دیرینہ رفیق جناب شاہد نواز صاحب کی عیادت کے لیے ان رفقاء کے گھر جانا ہوا۔ مسجد جامع القرآن، گلشن معمار، کراچی میں سہ پہر 4:30 بجے تا نمازِ مغرب حلقہ کراچی شرقی کے ذمہ داران کے تعارف اور سوال و جواب نیز بعد نمازِ مغرب حلقہ کے کل رفقاء کے اجتماع میں حلقہ کے علاقہ جات و معاونین اور مقامی امراء کے تعارف، رفقاء کے سوالات کے جوابات اور بیعتِ مسنونہ کا اہتمام ہوا۔

اتوار 10 مئی: حلقہ کراچی جنوبی کے تنظیمی دورہ کے حوالہ سے مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس، کراچی میں صبح 8:00 بجے تا 10:00 بجے حلقہ کے ذمہ داران کے تعارف اور سوال و جواب کا اہتمام ہوا۔ بعد ازاں حلقہ کے کل رفقاء کے اجتماع میں حلقہ کے علاقہ جات و معاونین اور مقامی امراء کے تعارف، رفقاء کے سوالات کے جوابات اور بیعتِ مسنونہ کا اہتمام ہوا۔ بعد نمازِ ظہر مرکزی ناظم مالیات جناب فیصل منصوری صاحب سے اُن کے گھر پر ملاقات ہوئی۔ بعد ازاں رفیقِ تنظیم و نقیب، جناب شاہد منیر صاحب کی عیادت کے لیے اُن کے گھر جانا ہوا۔ بعد نمازِ مغرب کورنگی کے علاقہ میں دیرینہ رفیقِ تنظیم جناب عبدالصمد صاحب کی عیادت اور اُن کی اہلیہ محترمہ کے انتقال پر تعزیت کے لیے اُن کے گھر پر ملاقات کی۔ بعد نمازِ عشاء حلقہ کراچی جنوبی کے زیرِ اہتمام کورنگی کے ایک معروف وسیع و عریض کرکٹ گراؤنڈ میں ''ابلیسی منصوبے، اُمتِ مسلمہ اور اسلام کا مستقبل'' کے عنوان پر عوامی خطاب کیا۔

بدھ 13 مئی: رات کو لاہور آمد ہوئی۔

معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل رابطہ رہا نیز تنظیمی امور انجام دیے۔ متفقہ ترجمہ قرآن کے حوالہ سے ذمہ داریاں ادا کیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کرائیں۔ حج تربیت کے حوالہ سے ایک آن لائن پروگرام میں گفتگو کی۔ بعض رفقاء و احباب سے مزاج پرسی اور تعزیت کے حوالہ سے رابطہ رہا۔ گھریلو اسرہ کا اہتمام جاری ہے۔ الحمد للہ!

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی وسطی، مقامی تنظیم گلشن اقبال کے امیر جناب فوزان الرحمٰن کا نواسہ حسن ہسپتال میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ بچے کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی تمام بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

حج کا اوّلین سبق: اخلاص و للّٰہیت

ڈاکٹر رخسانہ جبین

لبیک اللھم لبیک کا ورد کرتے ہوئے قافلے دنیا کے کونے کونے سے ایک حرم، ایک قبلے کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ دن بدن حجاج کرام کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ تقریباً ایک لاکھ صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم کے ساتھ حجۃ الوداع ادا کیا اور آج 15 سو سال بعد یہ تعداد 35 لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ ایام حج میں حرمین شریفین کے اردگرد ہر جانب سر ہی سر نظر آتے ہیں۔ یہ سب انسان اللہ و رسول کی محبت میں عبادت و ریاضت کے ذریعے اللہ کو راضی کرنے، آتش دوزخ سے بچنے اور جنت کے حصول کی تڑپ و خواہش لیے آتے ہیں۔ گویا سب نیکی کے طلب گار ہیں، رب کی رضا جوئی ہی ان کا مقصد ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اتنے کثیر تعداد میں نیک لوگوں کی موجودگی کے باوجود اُمتِ مسلمہ ابتلا و آزمائش میں مبتلا ہے؟ اُمت پر ذلت و نکبت طاری ہے، مسلمان دنیا بھر میں مظلوم اور معتوب ہیں؟ یہ سوالات ہر ذی شعور حاجی کو پریشان کرتے ہیں۔

کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس حج سے مسلمان کوئی ایسی تربیت لے کر جائیں، ایسا عالمگیر پیغام لے کر جائیں، ایسا مشترک لائحہ عمل لے کر جائیں کہ اُمت کی سربلندی کے لیے دنیا بھر میں بیک وقت محنت شروع ہو جائے! یہ درست ہے کہ اسلام میں ہر عمل کا اصل مقصد اللہ کی رضا کا حصول ہے، ہر عبادت اللہ کا حق ہے۔ اس کی عظمت، حاکمیت، خلاقیت اور اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے یعنی کہ انسان اس کے آگے نماز میں سربسجود بھی ہو، اس کے خاطر روزے کی مشقتیں بھی برداشت کرے اور مال بھی اس کی رضا جوئی کے لیے ہی خرچ کرے۔ اسلام کی تمام عبادات ایک نظام تربیت کا حصہ ہیں اور ہر عبادت کے پس پردہ بے شمار تربیتی مقاصد پوشیدہ ہیں۔ حج ایک ایسی جامع تربیت گاہ ہے کہ اگر حجاج کی اکثریت اس تربیت گاہ سے پورے شعور کے ساتھ گزر جائے تو شاید اُمت کی محکومیت چند سالوں میں غلبہ اسلام سے بدل جائے لیکن بدنصیبی سے اس وقت عبادات، عادات بن چکی ہیں، جسم باقی ہے، روح نکل چکی ہے یا روح ہے تو جزوی اور بیمار حالت میں۔

واضح رہے یہ مضمون کوئی علمی موشگافی نہیں نہ عالمانہ بحث ہے، یہ ایک تذکیر ہے اور ان جانفروشوں کی نذر ہے جو اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کے غلبے کے لیے کوشاں ہیں اور اُمتِ مسلمہ کی سربلندی کے لیے جدوجہد جن کی زندگی کا مشن ہے۔ حج کا اولین سبق للّٰہیت ہے، ارشاد ربانی ہے ’’اور حج اور عمرہ اللہ کی خوشنودی کے لیے پورا کرو۔‘‘ (البقرہ196) ایک اور جگہ ارشاد ہوا’’ ’’لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اُسے معلوم ہو جانا چاہیے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔‘‘ (آل عمران:97)

سفرِ حج کا مقصد سیر و سیاحت نہیں، ریا اور دکھاوا نہیں، تجارت نہیں، صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت اور اُس کی رضا جوئی ہے۔ گویا اخلاصِ نیت پہلا تقاضا اور للّٰہیت پہلا سبق ہے۔ کوئی عبادت، کوئی نیک عمل اُس وقت تک قبول نہیں ہوتا جب تک اس کے اندر خالص اللہ کی رضا مقصود نہ ہو، تمام عبادات بے روح ہیں اگر ان میں رجوع الی اللہ کی تڑپ نہیں اور انسانی زندگی کی تمام نیکیاں اُس وقت تک نتیجہ خیز نہیں ہو سکتیں جب تک ان کی تہہ میں ’’اللہ کے لیے‘‘ کا جذبہ نہیں ہوگا۔ ’’للّٰہیت‘‘ اور ’’اللہ کے لیے‘‘ وہ جذبہ ہے جو ہر نیک عمل کو نفسانی خواہش، ذاتی مفاد اور ریا و نمائش سے پاک کرتا ہے۔ جو تکمیل ایمان کی نشانی ہے۔

نبی کریم ﷺ کے مطابق ’’جس نے اللہ کے لیے محبت رکھی، اللہ کے لیے دشمنی کی، اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لیے روکا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔‘‘ (ابوداؤد، ترمذی)

حج کا پہلا اور ابتدائی سبق بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کا ہر ہر عمل صرف اور صرف اللہ کے لیے خالص ہو جائے، ان کا سفر، ان کی محبت، ان کا مال خرچ کرنا، ان کی زندگیوں اور معاملات کا رخ سب کا سب اللہ کی طرف ہو، اللہ کے لیے ہو۔ کوئی طاغوت، کوئی طاغوتی طاقت اُن کا مقصود نہ ہو۔ دنیا ان کا مطلوب و مقصود نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’آپؐ کہیے میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔‘‘ (الانعام:162) اس کلمہ پر مثالی عمل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کر کے دکھایا۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کی پیروی میں آج حج کی عبادت ادا کی جاتی ہے۔ ابراہیم خلیل اللہ جنہیں ’’ابراہیم حنیف‘‘ کے نام سے اللہ تعالیٰ خود یاد کرتا ہے جنہوں نے خاندان، قبیلہ، وطن، جاہ و دولت، دنیا کی محبتیں، اولاد ہر چیز اللہ پر قربان کر دی۔ بت پرستوں کے گھر پرورش پا کر ہر طرح کے شرک سے پاک رہے۔

ایک اللہ کی خاطر اُنھوں نے پورے نظام سے بغاوت کی، مصائب کے پہاڑ عبور کیے، ہر طرح کی آسائشوں اور مادیت پرستی کو لات مار کر اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔ اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے اپنی زندگی اور آل اولاد کو وقف کیا۔ گویا جس وقت جو قربانی اللہ نے مانگی، اقامت دین کی جدوجہد نے مانگی بغیر کسی حیل و حجت کے پیش کر دی، جو حکم اللہ نے دیا اُس پر بلا چوں و چراں سرِ تسلیم خم کر دیا اور اللہ نے اُن کی تعریف اس طرح فرمائی کہ ’’جب بھی کہا اُس سے اُس کے پروردگار نے کہ مطیع فرمان ہو جا تو اُس نے کہا میں مطیع فرمان ہوں، تمام جہانوں کے پروردگار کا۔‘‘ (البقرہ:131) حتیٰ کہ اللہ نے ان کی سخت ترین آزمائش کا فیصلہ کیا کہ اپنی بڑھاپے کی اولاد کو بھی اللہ کی محبت میں قربانی کے لیے پیش کر دیں اور وہ ابراہیم حنیف علیہ السلام اس آزمائش میں بھی پورے اترے۔ یہ تصویر تھی مکمل ’’للّٰہیت‘‘ کی، مکمل سپردگی کی، کیا عشق تھا، کیا محبت تھی، کیا ایمان کامل تھا اور کتنے سچے جذبے تھے اور انہی کی بدولت وہ پوری دنیا کے پیشوا اور امام قرار دیے گئے۔

ان کی امامت یعنی دنیا بھر کے لیے ان کی صلب سے انبیاء کا سلسلہ چلا، ان کی جدوجہد، ان کا اخلاص، ان کی قربانی اللہ کو اتنی پسند آئی کہ اللہ نے اس کو قیامت تک کے لیے دہرانے کا حکم دے دیا۔ اور اسی کا نام حج قرار دیا اس حج کا مرکز خانہ کعبہ قرار پایا جس کا انتخاب خود اللہ تعالیٰ نے کیا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم پر، اللہ کی محبت پر دنیا کی سب سے قیمتی متاع، اولاد اور اس کی محبت بھی قربان کر دینے کا مظاہرہ کیا۔ گویا اتنی بڑی قربانی اور اللہ کی محبت کا اتنا بڑا ثبوت جس جگہ پیش کیا گیا اسی کو اللہ نے دنیا والوں کے لیے ’’مرکز‘‘ قرار دے دیا۔ اسی کو بیت اللہ کا مقام قرار دے دیا۔ اسی کو مقام امن اور حرم بنا دیا۔ یہ مرکز محض محبت کا مرکز ہی نہیں بلکہ اس عالمگیر تحریک کا مرکز بھی بنا جس کی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

کی اور جس کی تکمیل حضرت محمد ﷺ نے کی۔

گویا اللہ سے محبت، اللہ کے لیے محبت کا ثبوت اس درجے کی محنت اور قربانی سے مشروط ہے، جس کے نتیجے میں اللہ کا دین غالب آجائے اور اُمت کا بھٹکا ہوا آہو پھر سے سوئے حرم آجائے۔ کاش اُمت حج کے اس ابتدائی سبق کو سمجھ لے اور حکمرانوں اور عوام حقیقی قبلے کی طرف اپنا رخ کرلیں جس کی طرف سفر کا قصد ہر سال لاکھوں افراد کرتے ہیں۔ کاش یہ افراد عہد کر کے لوٹیں کہ "اللہ باقی زندگی کے تمام اعمال کا منبع و مقصود بھی تو ہی رہے گا" لیکن ابھی شاید مسلمانوں میں اسی جذبے کی سب سے زیادہ کمی ہے۔

اسی لیے نہ دلوں کے جڑنے کی وہ کیفیت ہے کہ بنیان مرصوص بن سکیں، نہ اللہ کی طرف سے وہ نصرت ہے کہ 100، دوسو پر ہی غالب آسکیں، نہ قربانی کا وہ جذبہ ہے نہ محبت کا، جو اس راہ میں کامیابی کی اولین ضرورت ہے۔

اس لیے حجاج کرام! ذرا حج پر جانے سے قبل اپنی زندگی کے تمام معاملات پر ایک نظر ضرور ڈال لیں۔ کیا کیا اللہ کے لیے خالص ہے اور کہاں کہاں کوئی اور مقاصد در آئے ہیں۔ کیا اسوۂ ابراہیمی نظر میں ہے؟ کیا سنت امام الانبیاء ﷺ کی پیروی کا جذبہ دل میں موجزن ہے؟ پھر سفر حج کی تیاری میں ایک اور ہی لذت ہوگی، ایک شوق ہی نہ ہوگا، ایک محبوب مقصد بھی ہم سفر ہوگا اور زندگی بھر کے لیے اخلاص نیت بھی ہم رکاب ہوگا۔ نیت کے بعد سفر حج کی تیاری شروع ہوگئی۔ حج اللہ کی طرف جانے والا سفر ہے۔ اللہ خود ہی بتاتا ہے اس کے لیے کیا زادِ راہ لو" اور زادِ راہ ساتھ لے لیا کرو، یقیناً بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے اور میرا ہی تقویٰ اختیار کرنے والے ہوش مندو" (البقرہ: 197)

اس آیت پر غور فرمایئے، حج کا سامان سفر تقویٰ ہے یعنی اللہ کی نافرمانی سے بچنے کا عزم، اللہ کا وہ خوف جو سفر و حضر، تنہائی و محفل ہر جگہ گناہ سے روک دے۔ حج وہ عبادت ہے جس میں انسان کا واسطہ عام طور پر دوسرے انسانوں کے جم غفیر سے رہتا ہے اور باہمی معاملات میں اگر اللہ کا خوف اور صبر کا جذبہ نہ ہو تو لڑائی جھگڑا اور فساد برپا ہوسکتا ہے۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی باہمی معاملات سے متعلق بیان آیا ہے وہاں تقویٰ کی تاکید ضرور آئی ہے۔ مثلاً سورۃ البقرہ میں جہاں عائلی قوانین کا ذکر آتا ہے تقریباً ہر آیت کا اختتام "تقویٰ" کی تاکید پر ہوتا ہے۔ سورۃ النساء جس میں وراثت، نکاح و دیگر قوانین بیان کئے گئے ہیں اس کا آغاز ہی تقویٰ کی تاکید سے ہوتا ہے۔

آج کی انسانیت، عدم برداشت کی وجہ سے جس فساد، معاشرتی انتشار اور بڑھتے ہوئے گھریلو اور معاشرتی لڑائی جھگڑوں سے دوچار ہے، اس کی بڑی وجہ خشیتِ الٰہی کا اُٹھ جانا ہے۔ اگر ہر انسان اپنے اپنے مقام پر اللہ سے ڈر کر دوسروں سے معاملہ کرنے والا ہو تو گھر اور معاشرہ دونوں انتشار سے بچ کر، اتحاد اور امن کی راہ پر آسکتے ہیں۔

"تقویٰ" اسلامی قوانین کی قوت نافذہ ہے اور "احسان" اسلامی معاشرے کا حسن ہے۔ اس لیے حج جیسی اجتماعی عبادت میں بہترین زادِ راہ تقویٰ کو قرار دیا اس لیے بھی کہ حج کا حسن اس میں ہے کہ دورانِ حج فسق و نافرمانی اور باہمی جنگ و جدل اور لڑائی جھگڑے سے بچنے کے لیے "تقویٰ" کا ہونا ضروری ہے۔ اب یہ تقویٰ کہاں سے ملے گا؟ اس کی دکان کونسی ہے؟ خشیت الٰہی کہاں سے ملتی ہے؟ اللہ فرماتا ہے: "علم رکھنے والے اللہ سے ڈرتے ہیں" لہٰذا تقویٰ کا حصول علم سے ممکن ہے۔ قرآن، حدیث لٹریچر سے حج کی تفصیلات جاننا۔

حج ایسی عبادت ہے جو روز روز ممکن نہیں، زندگی میں ایک دو مرتبہ موقع ملتا ہے چنانچہ سفر حج کے آغاز سے لے کر طوافِ وداع تک! اس مقصد کے لیے حج پر جانے سے کئی ماہ قبل یہ تیاری شروع ہوجانی چاہیے۔ قرآن و حدیث کے ان منتخب حصوں کا مطالعہ جو حصولِ تقویٰ میں معاون ہوں، نمازوں میں خشوع (جو یوں بھی ہر وقت مطلوب ہے) کے لیے سنجیدہ عملی کوشش کرنا، دعائیں یاد کرنا کیونکہ دورانِ حج "ذکر" کی تاکید بار بار کی گئی ہے۔ حج کی عبادت کی اہمیت، للّٰہیت اور اللہ کے در پر حاضری کا استحضار تاکہ صحیح معنوں میں اس حاضری کو محسوس کر کے وہ جذبہ بیدار کیا جاسکے جو وہاں مطلوب ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس بات کو جاننا بہت ضروری ہے کہ عبادات میں تقویٰ کیا ہے۔ لباس میں تقویٰ کیا ہے (خصوصاً خواتین کے لیے) معاملات میں تقویٰ کیا ہے؟ مسجد میں حاضری اور مسجد کے آداب میں تقویٰ کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک اور آپؐ کے در پر حاضری میں تقویٰ کے تقاضے کیا ہیں؟ یہ بہت ضروری ہے کیونکہ اللہ جو بہت کریم ہے اس نے حج کے احکامات میں بار بار تقویٰ کی تعلیم دی ہے۔" اور ذکر کرو اللہ کا گنتی کے چند دنوں میں تو جو کوئی دو دن ہی میں جلدی سے واپس آجائے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں اور جو پیچھے رہے تو اُس پر بھی کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ تقویٰ اختیار کرے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور خوب جان رکھو کہ یقیناً تمہیں اُسی کی جانب جمع کردیا جائے گا۔" (البقرہ: 203)

لہٰذا اللہ کے غضب سے بچنے کے لیے حج پر جانے سے قبل ذہنی اور علمی تیاری ضروری ہے لیکن اگر سارے مناسک حج ادا کرلیے، نہ دل کی کیفیت بدلی، نہ خشیت الٰہی پیدا ہوئی، نہ حج سے آکر افعال بدلے (نہ توبہ و انابت کی کیفیت پیدا ہوئی) تو گویا صرف جسمانی حج کیا، عملاً کوئی تربیت حاصل نہ کی۔ پھر یہ عبادت نہیں بلکہ عادت کی تکمیل ہے۔ ایسے حجاج بھی نظر آتے ہیں جو ہر سال حج کرتے ہیں لیکن نہ حرام ذرائع آمدن چھوڑتے ہیں نہ دیگر قبیح افعال، نہ عورتیں حج سے آکر لباس و عادات میں تبدیلی کرتی ہیں، نہ زندگی کے معاملات میں! لہٰذا یہ صرف بدنی حج ہے، یہ عبادت کی بجائے عادت ہے عملاً تو اس تربیت گاہ سے کچھ بھی سیکھ کر نہ نکلے۔ نالائق طالب علموں کی طرح بس کلاس میں حاضری لگوائی سبق نہ دل سے پڑھا نہ سیکھا! سفر حج وہ مبارک سفر ہے جس کا آغاز بہت شوق اور محبت سے ہوتا ہے۔

آنکھوں میں بیت اللہ اور حرم نبوی کے دیدار کی پیاس، دل میں شوقِ ملاقات کا ولولہ اور عمر بھر کے گناہ معاف کرانے کی تڑپ موجزن ہوتی ہے لیکن یہ سفر پُر مشقت سفر ہے۔ اس لیے حج کا ثواب بھی اسی وقت شروع ہوجاتا ہے جب حاجی اپنے گھر سے سفر کا آغاز کرتا ہے۔ پیارے نبی کے فرمان کے مطابق "جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادے سے نکلے اور اُسے راستے میں ہی موت آجائے تو اللہ تعالیٰ اُسے غازی، حاجی یا عمرہ کرنے والے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناسک)

حج کا پورا سفر ایک طویل انتظار اور تھکن سے بھرپور ہوتا ہے اور یہ بھی حج کے تربیتی پہلو کا ایک جز ہے۔ صبر و برداشت کی تربیت کا آغاز گھر سے نکلتے ہی ہوجاتا ہے، گھنٹوں قطاروں میں لگنا، بسوں میں بیٹھے رہنا، سردی ہو یا گرمی، بھوک پیاس برداشت کرنا، یہ سب اللہ تعالیٰ کی منشا ہے۔

اب تو سفر بھی آسان ہیں اور حج کے سفر کا دورانیہ بھی کم ہے، آج سے صرف 70، 80 سال قبل بھی حج اتنا آسان نہ تھا، ہمارے بزرگ حج پر جاتے اور 6 ماہ بعد لوٹتے تھے۔ ارض مقدس تک بحری جہازوں سے سفر اور مکہ اور مدینہ کے درمیان اونٹوں پر اور پیدل سفر ہوتا تھا اور یہ سب حج کا جز تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جو مسلمان اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو حج کی بہترین تیاری اور زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ ان کو مقبول حج کا ثواب عطا کرے اور اُن کی بقیہ زندگی پر حج کے پُرنور اثرات ظاہر کرے۔ امین یارب العالمین!

چین اور امریکہ اپنے مفادات کے حصول کی دوڑ میں مسلم ممالک کے وجود کو داؤ پر لگا رہے ہیں۔ اسرائیل کا اوسلو معاہدہ توڑ کر مغربی کنارے کو کنٹرول میں لینے کا منصوبہ انتہائی تشویش ناک ہے۔

شجاع الدین شیخ

چین اور امریکہ اپنے مفادات کے حصول کی دوڑ میں مسلم ممالک کے وجود کو داؤ پر لگا رہے ہیں۔ اسرائیل کا اوسلو معاہدہ توڑ کر مغربی کنارے کو کنٹرول میں لینے کا منصوبہ انتہائی تشویش ناک ہے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ امریکی صدر ٹرمپ کا بھاری بھرکم تجارتی اور حکومتی شخصیات کے ساتھ دورۂ چین جاری ہے جس میں اخباری اطلاعات کے مطابق چین کے صدر اور دیگر اعلیٰ عہدیداران نے امریکہ کو وارننگ دی ہے کہ تائیوان کے معاملے پر اگر امریکہ نے کوئی چھیڑ چھاڑ کی تو چین جنگ کرنے سے نہیں کترائے گا۔ میڈیا میں امریکی صدر کا یہ بیان بھی سامنے آیا ہے کہ چین نے آبنائے ہرمز کو کھلوانے میں مدد کی پیشکش کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خطے میں جنگ اور بدامنی پیدا کرنے کا ظاہری ذمہ دار تو امریکہ ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اسرائیل اپنے ابلیسی ”گریٹر اسرائیل“ کے منصوبے کو جلد از جلد آگے بڑھانے کے لیے امریکہ کے ذریعے جنگ کے شعلے بھڑکا رہا ہے۔ عالمی طاقتوں کے اس کھیل میں نقصان صرف مسلم ممالک کا ہو رہا ہے۔ امریکہ کو اپنے ملکی مفادات سے زیادہ ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کے مفادات عزیز ہیں۔ دوسری طرف چین سرمایہ اور تجارت کو عالمی قوت بننے کے لیے استعمال کرتا ہے اور اُسے ایران، پاکستان یا عرب ممالک سے زیادہ دنیا میں اپنی اجارہ داری کا قیام عزیز ہے، جس کے لیے وہ کسی نوع کا بھی سمجھوتا کر سکتا ہے۔ مغربی کنارے کے حوالے سے میڈیا میں آنے والی ان اطلاعات کہ اسرائیل فلسطین کے اس علاقہ پر بھی باقاعدہ قبضہ کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے، امیر تنظیم نے کہا کہ درحقیقت اسرائیل مسجدِ اقصیٰ کو (معاذ اللہ) شہید کر کے اُس کی جگہ تھرڈ ٹیمپل کی تعمیر کی تیاری کر رہا ہے اور یہ معاملہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اُنہوں نے سوال اُٹھایا کہ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مسلم ممالک کے حکمران دشمن کی چالوں کا صحیح ادراک کر کے آپس میں متحد ہوں تاکہ طاغوتی قوتوں کے مذموم مقاصد کو خاک میں ملایا جاسکے؟ اُنہوں نے حکومتِ پاکستان سے خصوصی اپیل کی کہ ایک سرحدی دشمن کو شکست دینے کی یاد میں عوام کے اربوں روپے برباد کر کے یادگار تعمیر کرنے کی بجائے ملک کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی طرف توجہ دیں تاکہ مستقبل میں وطنِ عزیز عالمِ اسلام کی امامت کی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے دشمن کے خلاف معرکوں میں ہراول دستہ کا کردار ادا کر سکے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

امیرِ حلقہ ملاکنڈ کا دیر بالا کا دعوتی دورہ

امیر حلقہ ملاکنڈ محترم ممتاز بخت اور محترم فیض الرحمٰن کی معیت میں راقم دیر بالا کے تین روزہ دعوتی دورے پر روانہ ہوا۔ دورے کے آغاز میں ایک رفیق کے قریبی رشتہ دار کے انتقال پر تعزیت کے لیے حاضری دی گئی۔ اس موقع پر راقم نے ”حقیقتِ زندگی“ کے موضوع پر مختصر خطاب کیا اور بعد ازاں دعا کروائی۔ سامعین نے نہایت توجہ اور دلچسپی کے ساتھ بیان سنا۔ یہ دعوتی دورہ اس اعتبار سے مفید ثابت ہوا کہ اس دوران چار تنظیموں کے رفقاء اور ذِمہ داران سے تفصیلی ملاقاتیں ہوئیں۔ دو تنظیموں میں فہم دین کورسز منعقد کیے گئے، جبکہ ایک تنظیم میں دعوتی اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف مساجد میں دروسِ قرآن اور بیانات بھی ہوئے، اور متعدد مقامات پر توسیع دعوت کا کام بھی کیا گیا۔ رفقاء کے ساتھ اہم اور دور رس موضوعات پر گفتگو ہوئی، جس کے مثبت اثرات متوقع ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس سعی کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اسے ہمارے لیے ذریعۂ اجر بنائے۔ آمین! (رپورٹ: نبی محسن، حلقہ ملاکنڈ)

توسیع دعوت پروگرام حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی

02 مئی 2026ء بروز ہفتہ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیرِ اہتمام محلہ غنی خان، ضلع نوشہرہ حجرہ سیف الرحمٰن میں توسیع دعوت کے سلسلے میں پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ حلقے کے ناظم دعوت کے محترم حبیب الرحمٰن نے مدرس کے فرائض انجام دیئے۔ ان کا موضوع منہج انقلابِ نبوی ﷺ تھا۔ درس میں 27 احباب کے علاوہ ایک ملتزم اور ایک مبتدی رفیق نے شرکت کی۔ (رپورٹ: سعید اللہ شاہ، معتمد حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

ضرورت رشتہ

☆ لاہور شرقی کے ملتزم رفیق کو اپنی بیٹی، عمر 28 سال، تعلیم ماسٹرز، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0320-4092597

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 38 سال، تعلیم ایم اے عربی، الہدیٰ سے دو سالہ کورس کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0323-3333746 , 0322-8711159

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ اسلام آباد کے دو رفقاء محترم جہانزیب انجم اور محترم محمد صہیب انجم کی دادی وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0316-5332541

☆ حلقہ سرگودھا کے مبتدی رفیق محترم محمد ناصر صاحب کی بیٹی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0312-9605926

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمَا وَارْحَمْهُمَا وَاَدْخِلْهُمَا
فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمَا حِسَابًا يَّسِيْرًا

اخبارِ اسلام

غزہ: اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- غزہ گزشتہ 700 سے زائد دنوں سے ایک بند شہر کی صورت اختیار کیے ہوئے ہے، جہاں لاکھوں لوگ اپنی چھت، اپنی پناہ اور اپنی محفوظ زندگی کھو چکے ہیں اور بغیر راستوں کے، بغیر آزادی کے زندگی گزار رہے ہیں جو ایک بحران سے بڑھ کر بنیادی انسانی حقوق، آزادیِ نقل و حرکت اور باوقار زندگی کے حق کا سوال بن چکا ہے۔ ان حالات میں جب کہ بچوں کے پاس دودھ نہ ہو اور بھوک اُن کی روزمرہ حقیقت بن جائے، تو یہ بحران سے بڑھ کر پوری انسانیت کے ضمیر کا امتحان بن جاتا ہے۔ غزہ میں اس وقت ننھی جانیں بنیادی غذائیت سے محروم ہیں، جہاں ایک گلاس دودھ بھی خواب بن چکا ہے۔ یہاں علاج کے مراکز بھی غیر محفوظ ہیں، حقیقت یہ ہے کہ غزہ میں صحت کا نظام شدید دباؤ کا شکار ہے، اور گزرتا ہوا ہر دن مریضوں اور زخمیوں کے لیے خطرات بڑھا رہا ہے۔ وہ بچے، جن کے ہاتھوں میں کتابیں ہونا چاہیے تھیں، آج خوف، بھوک اور بے یقینی کا سامنا کر رہے ہیں۔ صاف پانی تک رسائی روز بروز مشکل ہوتی جا رہی ہے، چند قطروں کے حصول کے لیے لوگ گھنٹوں انتظار کرتے ہیں کیونکہ کنویں تباہ اور پانی کے ذرائع برباد کئے جا چکے ہیں۔ امداد پہنچانے والے بھی محفوظ نہیں، ریسکیو اہلکار، ایمبولینس ٹیمیں اور شہری دفاع کے کارکن ہر روز جانیں خطرے میں ڈال کر دوسروں کو بچا رہے ہیں۔ صہیونیوں، جو انسانیت کے نام پر دھبہ ہیں، نے خوراک کو ہتھیار بنا لیا ہے اور امداد کے تمام راستے بند کیے جا چکے ہیں۔ قطاعِ غزہ میں بنیادی ضروریات تک رسائی محدود ہونا اس حقیقت کی یاد دہانی ہے کہ انسانی حقوق محض الفاظ نہیں بلکہ عملی ذمہ داری ہیں۔ یہ حالات پوری دنیا سے سوال کرتے ہیں کہ کیا وہ دیکھ نہیں رہی؟ بے شک یہ پوری انسانیت کے ضمیر کا امتحان ہے۔ انسانیت کے ساتھ کھڑا ہونا جانبداری نہیں بلکہ سب کی ذمہ داری ہے۔
- عبرانی ذرائع کے مطابق شمالی مقبوضہ فلسطین میں ڈرون حملے کے نتیجے میں قابض اسرائیل کا ایک فوجی ہلاک ہو گیا۔ جبکہ حزب اللہ نے اعلان کیا ہے کہ اُس نے لبنان اور مقبوضہ فلسطین کی سرحد پر واقع جل العلام کے مقام پر قابض اسرائیلی فوجیوں کے ایک اجتماع کو خودکش ڈرون کے ذریعے کامیابی سے نشانہ بنایا ہے۔
- لبنانی وزارتِ صحت کے مطابق 2 مارچ 2024ء سے جاری قابض اسرائیل کی وحشیانہ جارحیت کے نتیجے میں شہداء کی کل تعداد 2618 ہو گئی ہے جبکہ 8094 افراد زخمی ہوئے ہیں۔ قابض اسرائیلی فوج نے جنوبی لبنان پر سفاکیت میں اضافہ کرتے ہوئے 50 سے زائد فضائی حملے کیے ہیں۔ قابض اسرائیل کے جنگی طیاروں نے مختلف علاقوں کو نشانہ بنانا جاری رکھا ہوا ہے جس میں زوطر الشرقیہ، زوطر الغربیہ اور نہر کے راستے پر 17 غاریں شامل ہیں۔ ایک حملہ میں حماس کے مرکزی رہنما خلیل الحیہ کے چوتھے بیٹے کو بھی شہید کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اسی طرح نبطیہ گورنری کے قصبے حبوش پر ہونے والی بمباری میں 6 فلسطینی و لبنانی شہری شہید اور 8 زخمی ہوئے۔
- ترکیہ کے شہر استنبول میں سینکڑوں سماجی کارکنوں نے غزہ کی پٹی پر مسلط کردہ بحری محاصرے کو توڑنے کے لیے کوشاں گلوبل صمود فلوٹیلا کی حمایت میں بڑی سائیکل اور بائیک ریلیاں نکالیں، جن کا اہتمام ترکیہ کی سول سوسائٹی کی تنظیموں نے کیا۔ شرکاء بشکتاش کے علاقے میں جمع ہوئے اور ترکیہ اور فلسطین کے جھنڈے لہراتے ہوئے مختلف اہم شاہراہوں پر گشت کرتے رہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **اسرائیل: ایران کے لیے جاسوسی الزامات پر فردِ جرم:** اسرائیلی حکام نے ایران کے لیے مبینہ جاسوسی کے الزام میں تین اسرائیلی فوجیوں اور ایک آبادکار کے خلاف فردِ جرم عائد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اسرائیلی خفیہ اداروں کے مطابق ملزمان مبینہ طور پر ایرانی رابطہ کاروں کی ہدایات پر فوجی تنصیبات، ریلوے اسٹیشنز اور دیگر حساس مقامات کی معلومات اور تصاویر فراہم کرتے رہے۔ اسرائیلی میڈیا کے مطابق گزشتہ کچھ عرصے میں ایران سے منسلک آن لائن نیٹ ورکس کے ذریعے رابطوں کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔ دوسری جانب ایران نے بھی حالیہ کشیدگی کے دوران متعدد مشتبہ اسرائیلی جاسوسوں کی گرفتاری کا دعویٰ کیا ہے۔
- **ایران: دوبارہ حملے کا جواب حیران کن ہوگا:** ایرانی فوج کے ترجمان بریگیڈیئر جنرل محمد اکرمینیا نے خبردار کیا ہے کہ اگر ایران پر دوبارہ حملہ کیا گیا تو "حیران کن طریقوں سے" جواب دیا جائے گا۔ ان کے مطابق وہ ممالک جو ایران پر امریکی پابندیوں کی پیروی کریں گے، انہیں آبنائے ہرمز سے جہاز گزارنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اسی تسلسل میں پاسدارانِ انقلاب نے بھی متنبہ کیا ہے کہ اگر ایرانی آئل ٹینکروں کو نشانہ بنایا گیا تو خطے میں موجود امریکی فوجی اڈے اور جنگی جہاز بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔ پارلیمانی قومی سلامتی و خارجہ پالیسی کمیشن کے ترجمان ابراہیم رضائی کا کہنا ہے کہ نئے امریکی و اسرائیلی حملے کی صورت میں ایران کے ممکنہ آپشنز میں سے ایک یورینیئم کی 90 فیصد افزودگی بھی ہو سکتا ہے۔ آئی آر جی سی کے مطابق، ایران کے میزائل اور جدید ڈرون کسی بھی جارحیت کا فوری جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔

ایرانی صدر مسعود پیزشکیان نے زور دیا ہے کہ امریکا سے مذاکرات کا مطلب ہتھیار ڈالنا نہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ایران اپنے قومی مفادات اور شہریوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے مکمل عزم کے ساتھ کھڑا ہے اور کسی دباؤ کے آگے نہیں جھکے گا۔ اس سب کے ساتھ ساتھ چاہ بہار بندرگاہ میں زوردار دھماکوں کی آوازوں نے عوام میں سنسنی پھیلا دی، ایرانی میڈیا کے مطابق یہ دھماکے ناکارہ گولہ بارود تلف کرنے کے عمل کے دوران ہوئے۔ یہ واقعہ اُس وقت پیش آیا جب قطر کے ساحل کے نزدیک تجارتی جہاز پر مبینہ ڈرون حملے کی اطلاعات سامنے آئیں۔ ایرانی میڈیا نے دعویٰ کیا کہ نشانہ بننے والا جہاز امریکی پرچم تلے سفر کر رہا تھا۔ قطری وزارتِ دفاع نے بھی حملے اور آگ لگنے کی تصدیق کی ہے۔

- **سعودی عرب: جعلی حج پرمٹ نیٹ ورک بے نقاب:** مکہ مکرمہ میں جعلی حج پرمٹ تیار کرنے اور استعمال کرنے والے نیٹ ورک کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے 18 افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ سعودی پولیس کے مطابق گرفتار ملزمان کے قبضے سے جعلی دستاویزات بھی برآمد ہوئی ہیں۔ تمام ملزمان کو قانونی کارروائی کے لیے پراسیکیوشن کے حوالے کر دیا گیا ہے۔
- **بنگلہ دیش: منشیات کی روک تھام کے لیے پاکستان سے تاریخی معاہدہ:** دارالحکومت ڈھاکا میں پاکستان اور بنگلہ دیش نے منشیات کی روک تھام کے لیے پاکستان سے تاریخی معاہدہ پر دستخط کیے ہیں۔ وفاقی وزیرِ داخلہ محسن نقوی اور بنگلہ دیشی وزیرِ داخلہ صلاح الدین احمد نے انسدادِ منشیات اور سیکیورٹی تعاون کے فروغ پر اتفاق کیا۔ طے پایا کہ دونوں ممالک منشیات سمگلروں کے بارے میں بروقت معلومات کا تبادلہ کریں گے اور سیف سٹی پراجیکٹس میں تعاون بڑھایا جائے گا۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

Hajj and Eid Al-Adha Mubarak to Everyone!

By: Raza ul Haq

An AI search recently defined for me "Hajj" as:

"Hajj is the annual Islamic pilgrimage to Mecca, Saudi Arabia, and a mandatory religious duty for adult Muslims who are physically and financially capable. It occurs from the 8th to the 12th or 13th of Dhu'l-Hijjah, the last month of the Islamic calendar, with rituals representing unity, submission to Allah, and the cleansing of sins. The key purpose of Hajj is to fulfill a pillar of Islam, seek forgiveness, and follow the path of Prophet Ibrahim. The Hajj is an annual practice when Muslim brotherhood is on display and their solidarity with fellow Muslims and submission to God (Allah) is fulfilled. The Hajj is taken by Muslims to cleanse their souls of all worldly sins, which connotes both the outward act of a journey after death and the inward act of good intentions."

The same AI told me the following about "Eid al-Adha":

"Eid al-Adha, also known as the 'Festival of Sacrifice', commemorates Prophet Ibrahim's (AS) willingness to sacrifice his son Prophet Ismail (AS) in obedience to God's command. According to Islamic tradition, Allah replaced Prophet Ismail (AS) with a ram at the last moment, symbolizing faith and submission. The holiday marks the culmination of the Hajj pilgrimage to Mecca and is observed with prayer, communal gatherings, and the ritual sacrifice of animals, whose meat is shared among family, friends, and the poor. It emphasizes generosity, devotion, and solidarity within the Muslim community."

The expressions provided by the AI about both "Hajj" and "Eid Al-Adha" left me flabbergasted.

Even the AI knows the spirit of these 'rituals'!

Many moments flashed before my eyes...

Gaza, West Bank, the rest of Occupied Palestine, Lebanon, Occupied Kashmir, Iran, Myanamar, and before than Afghanistan, Iraq, Lybia, Syria...

The list of carnage goes on.

The shahadah of millions of Muslims is an undeniable fact...

I asked myself, "Is the Hajj of this day and age really a practice when Muslim brotherhood is on display and their solidarity with fellow Muslims and submission to God (Allah) is fulfilled? Does the Hajj today really cleanse the souls of Muslims of all worldly sins, which connotes both the outward act of a journey after death and the inward act of good intentions? Does the animal sacrifice done at Eid Al-Adha truly symbolize faith and submission to Allah (SWT) alone? Does it, in fact, emphasize generosity, devotion, and solidarity within the Muslim community?

Vicariously, we live on as our brethren in Islam embrace shahadah in droves.

Hajj and Eid Al-Adha Mubarak to Everyone!

Note: The writer is the Markazi Nazim Nashr o Ishaat of Tanzeem-e-Islami Pakistan.

چمکدار صفائی
گہرائی تک اثر

شاندار صفائی، اُجلی دھلائی

کم مقدار، زیادہ صفائی

منفرد اور دیرپا خوشبو

رنگوں کی حفاظت

کپڑوں کی حفاظت

جلد کی حفاظت

میرا با اعتماد
انتخاب

شاندار صفائی

کم پیسے، زیادہ دھلائی

بھرپور جھاگ، داغوں کا صفایا

مہکتی خوشبو

JR Industries:
Shah House, Plot # A89-91, Dhani Bux,
Sector 51-A, Scheme 33, Karachi Pakistan

For Online Order
0304 706 1265
jri.com.pk

Vol: 35 Regd. No. C.P.L NO.114 No.19

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore